YA SAMACHAR
G. K. U.

आर्य समाचार

लेखक - आनन्द स्वरूप वकील

सन् 1907

آریہ سماچار بابت ماہ نومبر ۱۹۰۵ء

Reg. 46

اوم

आर्य्य "विद्ययाऽमृतमश्नुते" समा[ज]

[ہ]ند اینگلو ویدک کالج ٹرسٹ اینڈ مینجمنٹ سوسائٹی ممالک متحدہ کا ماہواری رسالہ

[آر]یہ سماچار

مرتبہ بابو آنند سروپ وکیل اڈیٹر

جلد ۲۹ نمبر ۱۱	بابت ماہ نومبر ۱۹۰۵ء	[چندہ] [illegible]

فہرست مضامین

[illegible] پریس کانپور میں چھپا

ورماز سار سپیر یلا

ہمنے بہت روز کے تجربہ کے بعد
یہ سار سپیریلا تیار کیا ہی جو مثل
شربت ہے اور چند قطرہ پانی مین
ڈالکر روزمرہ استعمال کیا جاتا ہی
ایک شیشی کے استعمال سے فایدہ
معلوم ہوگا یہ دیسی ادویات
سے بہت تجربہ کار طبیبون کے
مشورہ سے تیار ہوکر آزمایش کرلیا گیا
ہی جو لوگ اپنے طریق عمل ہی خواہ
زمانہ کی انقلاب سے ایسی بیماریون مین
مبتلا ہوگئی ہین کہ تمام جسم کا خون
خراب ہوگیا اور ہمیشہ پھوڑا پھنسی
خارش سفید سرخ [illegible] یا چھا
جسم مین ہو [illegible] زیادہ فاسد
سے گرمی [illegible] ہوگئی ہین اور
زندگی وبال سے ہین ونیز کھانسی
کنٹھہ مالا اور جملہ عوارض جلد کو مفید ہے
اور بدن کو فربہ کرتا ہی اور قوت دیتا ہے
جن اصحاب کو ضرورت ہو منگا کر استعمال
کرین فقط قیمت فی شیشی ۸ اونس کی
علاوہ محصول ڈاک عہ

نین امرت انجن

یہ انجن عوارض چشم کے لیے بہت
اصحاب کو فایدہ ہو چکا ہی جنکی تحریر آپکی [illegible]
چند نام ذیل مین درج ہوتے ہین بقیہ
مین درج ہونگے ۔ امراض ذیل کو مفید
ضعف بصارت ۔ جالا پھولی ۔ ناخنہ ۔ [illegible]
دھر کا ۔ رتوندھی سفید دانہ ۔ آشوب [illegible]
پانی کا بہنا سبل ۔ خارش و سوزش چشم ۔ آنکھ
پلکون کے اندر کے دانہ ۔ روہے ۔ علاوہ اسکے
فائدہ [illegible] ہے ۔ پرچہ ترکیب ہمراہ [illegible]
۶ ماشہ سے کم نہ ارسال ہوگا

نام ناموں	[illegible]ن اصحاب کی جنکو فائدہ ہوا	
(۱) منشی [illegible]	[illegible] بلدیو سہائے صاحب رئیس مراد آباد	(۱۱) [illegible]
	(۲) بابو [illegible] سکھہ راے صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات اٹاوہ	جے ایس [illegible]
	(۳) منشی کالیچرن صاحب نقاش اڈیٹر کانفرنس گزٹ	(۱۲) با[illegible]
	(۴) بابو بشن گوپال صاحب بی اے کانپور	انچارج [illegible]
	(۵) بابو امبکا پرشاد صاحب ہیڈ کلارک علیگڈہ	(۱۳) [illegible]
	(۶) منشی بلدیو سہاے صاحب اسسٹنٹ سکریٹری آریہ سماج	(۱۴) [illegible]
	(۷) بابو بھیمسین سہاے صاحب داروغہ جیل علیگڈہ	(۱۵) صاحب [illegible]
	(۸) بابو رگھبر دیال صاحب وکیل فرخ آباد	صم[illegible]
	(۹) منشی کنہیا لال صاحب منصرم منشیٹیر مظفر نگر	(۱۶) [illegible] نور
	(۱۰) ڈاکٹر نراین لال صاحب دیرا دون	ا[illegible]

المشتہر ایم ۔ ایل ۔ ورما مکان نمبر ۶۰۴ ٹیکما[illegible]

نوٹ ۔ جو اصحاب فرمایش کرین نام اور ڈاکخانہ انگریزی یا ناگری مین درج کرین

اُوم

آریہ سماچار

ماہ نومبر ١٩١٠ع	وید منتر مع تشریح	سلسلۂ جدید

बिश्वे देवासो अप्तुरः सुतमागन्त तूर्णयः। उस्राइव स्वसराणि ॥ ऋ० मं० १ सू० ३ मं० ८

ای تجھہ مسرت اور کامیابی کی بارش کرنے والے اے کل دیوتاؤ! تم سب جلد یجمان کے پاس آؤ جسطرح سورج کی شعاعیں دن میں آتی ہیں۔

تشریح۔ اِس منتر کے دیوتا بھی وشوید یوا ہین۔ لفظ وشوید یوا سے مراد کسی خاص دیوتا کی نہیں ہی یہ امر ہم یاسک کی رائے کے مطابق منتر اسبق کی تشریح مین کھلا چکی ہین اِس منتر مین آدھیاتمک یگیہ سے متعلق لفظ وشوید یوا کا مفہوم وہ جلیل اوصاف حمیدہ اور خصایل پاکیزہ ہین جنکا ہونا ایک نیک اور خدا پرست انسان کی ذات مین ضروری اور لازمی ہی جو لوگ من۔ وچن اور کرم سے پرماتما پر بھروسا رکھتے ہین یعنی من سے ہر وقت اوسی کا سمرن اور چنتن۔ بانی سے ہمیشہ اوسی کی مہما کا کتھن اور ورتن اور عمل سے سدا اوسکی آگیا پالن اور اپنے فرایض کی ادائگی مین مصروف رہتے ہین اون نیک مردون کی ذات بابرکات کو تمام دیوتا یعنی دویہ گن اسطرح زینت و آرایش بخشتے ہین جسطرح آفتاب کی شعاعین دن کو روشن کرتی ہین اور جسطرح سورج روشنی پائے ہوے دن سے تمام خلایق طرح طرح کی مفاد حاصل کرتی ہی۔ اسیطرح اون منبع انوار حقیقی سے جو نور عرفان اور جلال اونہون نے حاصل کرتے ہین۔ اونکی ذات ستودہ صفات سے خلق خدا انواع و اقسام کے روحانی و اخلاقی فواید و فیض حاصل کرتی رہی اِس منتر سے معنیاً یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ جن لوگون کے سر پر اوس پرماتما کی دست شفقت کا

سایہ نہین ہی یعنی جو لوگ اوسکی عبودیت و اطاعت سے سرکش و منحرف ہین - وہ اون تمام برکات و فضایل سے جو انسانیت کا زیور ہین - محروم دعاری رہتے ہین - اور اونکا روحانی مطلع ہمیشہ کفر و الحاد کے گرد و غبار سے آلودہ رہتا ہی - بدینوجہ وہ روشنی عرفان سے کچھ فایدہ نہین اوٹھا سکتے - آدہی دیوک یگیہ کے متعلق لفظ وشویدیوا سے مراد اون برگزیدہ و حمیدہ اصحاب سے ہی - جو بوجہ اپنے اوصاف حمیدہ و علم و فضل کے دنیا مین چمکتے ہوے ستارہ ہین - ہر ایک مذہبی و قومی جلسہ و جشن مین ایسے قابل و با اثر شخصون کو مدعو کرنا چاہیئے - اور سب لوگون کو عموماً اور میزبان کو خصوصاً نہایت تعظیم اور تپاک کے ساتھ اونکا خیر مقدم کرنا چاہیئے - اور اونکی ہدایت کی روشنی سے اپنے دلون کو منور کرکے اپنی زندگی کو نیک اور کارآمد بنانا چاہیئے - جیسے سورج کی کرنین دن کو روشن کرتی ہین - اسیطرح مہاتماؤن کے اویدیش سے جہالت کی تاریکی پھٹتی ہی -

آدہی بھوتک یگیہ مین لفظ وشویدیوا اگنی وایو وغیرہ دیوتاؤن کا مفہوم ہے جو لوگ وہی یورک اگنی ہوتر کرتے ہین یا اگنی ستوم وغیرہ یگیون کو کرتے ہین - وہان اگنی وغیرہ دیوتا اپنا حصہ لینے کے لیے بڑی سرعت سے آتے ہین - اور یگیہ کا بھاگ لیکر خوش اور مفید ہوکر واپس ہوتے ہین - انکی خوشی اور موافقت سے دنیا مین خوشحالی اور کامیابی کا مینہہ برستا ہی - جسطرح سورج کی کرنین دن کو خوش اور روشن کرتی ہین - اسیطرح اگنی وغیرہ دیوتاؤن کا مبارک اثر (جس سے یگیہ کے ذریعہ سے یے متاثر ہوتے ہین) ہر شئے کو مفید اور ہر ایک شخص کو کامیاب اور خوشحال بناتا ہے --- اوم شم -

مرحوم راے بنکم چندر صاحب بہادر
سی - آئی - ای

بنگلہ زبان کے مشہور مصنف مرحوم بنکم چندر چٹرجی کے نام سے ہمارے اکثر ناظرین واقف ہونگے - بنگلہ زبان کے یہ اوسوقت کے مصنفون مین تھے جبکہ موجودہ بنگالی زبان اپنی ابتدائی حالت مین تھی - بنکم چندر کی قابل قدر تصانیف سے اس زبان کو جو کچھہ رونق و فروغ حاصل ہوا ہے اوسکے لیے بنگالی لٹریچر ہمیشہ انکا مقروض رہیگا - بنگلہ زبان کے مروجہ لٹریچر مین جو نثر سے تعلق رکھتا ہے جو ایک قسم کی ملاحت و خوبصورتی پائی جاتی ہے اوسکے موجد صرف یہی بنکم چندر تھے یہ کہنا کچھہ مبالغہ مین داخل نہین ہی - انکی زندگی کے واقعات نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہین جنکے مطالعہ سے ہم لوگ بہت کچھہ فایدہ حاصل کر سکتے ہین - مگر افسوس کہ دیگر زبانون مین تو درکنار خاص بنگلہ زبان مین بھی جسکو اونھون نے زبان کے درجہ اور رتبہ تک پہونچایا انکی کوئی مکمل سوانح عمری شائع نہین ہوئی - انکی زندگی کے واقعات کے متعلق متفرق طور پر کچھہ نوشتے ملتے ہین جنکی بنیاد پر ہم یہان انکی سوانح عمری نذر ناظرین کرتے ہین - امید کہ مقبول ہوگی *

ضلع چوبیس پرگنہ کے متعلق کانٹال پاڑہ نام کا ایک موضع ہی وہین ۱۲۴۵ سنہ بنگلہ سال مطابق ۱۸۳۸ع سنہ کے ۱۴ اساڑہ کو آپکی پیدایش ہوئی - انکے والد بزرگوار راے یادو چندر چٹرجی گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ کے زمانے مین ڈپٹی کلکٹر تھے - راے یادو چندر کے چار صاحبزادے تھے جن مین راے بنکم چندر تیسرے تھے - انکے دو بڑے بھائیون کا انکی پیدایش سے قبل ہی انتقال ہو چکا تھا

اور چوتھے بھائی اُنسے چھوٹے تھے۔

بچپن سے ہی اُنکے ذہن کی ذکاوت اور طبیعت کی رسائی لوگون کو حیرت مین ڈالتی تھی۔ پانچ سال کی عمر مین جب انکا ودیا رمبھ (مکتب) کی رسم ادا ہوئی۔ تب ایک ہی روز مین اُنھون نے سب حروف یاد کرلیے تھے شروع مین یہ کچھ عرصے تک اپنے دیہہ کے مدرسے مین بنگلہ زبان سیکھتے رہے بعدازان انگریزی پڑھنے کے لیے میدنی پور لائے گئے اوس وقت انکی عمر آٹھ سال کی تھی۔ انکے والد اوس وقت میدنی پور مین ہی ڈپٹی کلکٹر تھے میدنی پور کے انگریزی اسکول مین بھی بنکم چندر نے جو اپنی ذہانت اور طباعی کا ثبوت دیا۔ اوسے سنکر متحیر ہونا پڑتا ہے۔ سال مین دو مرتبہ انکا پروموشن (ترقی کلاس) ہوتا تھا اور وہ بھی اعلے نمبرون کے ساتھہ۔

۱۸۵۱ع مین انکے والد کی تبدیلی چوبیس پرگنہ مین ہوگئی اسی زمانے مین بنکم چندر ہگلی کالج مین داخل ہوے۔ یہان بھی انکی شہرت کم نہ ہوئی تحصیل علم کا شوق انکو اس قدر بڑھا ہوا تھا۔ کہ جب خواندگی کی کتابون کے مطالعہ سے انکی تسلی نہوتی تھی تب یہ کالج کے کتب خانہ مین بیٹھکر مختلف مضامین کی کتابین پڑھتے تھے۔ ہر ایک امتحان مین یہ سب سے اعلے نمبر حاصل کرکے انعام اور وظیفہ کے مستحق ہوتے تھے۔

ہگلی کالج سے سینیر سکالرشپ کے امتحان مین نہایت کامیابی سے پاس ہوے تھے۔ جب ہگلی مین پڑھتے تھے اوسی وقت ایک پنڈت سے سنسکرت مین بھی کارروائی کے لائق مہارت پیدا کرلی

گیارہ سال کی عمر مین انکی شادی ہوئی آٹھ یا نو سال بعد انکی زوجہ کا انتقال ہوگیا۔ تب انہون نے دوسری شادی کی۔

ہگلی کالج کی خواندگی ختم ہونے پر بنکم چندر نے کلکتہ پریزیڈنسی کالج مین آئین پڑھنا شروع کیا اوسی وقت ۱۸۵۸ء مین ابتداءً بی اے کا امتحان جاری ہوا تہا - اوسوقت بنکم چندر کی عمر ۲۰ سال کی تہی - آئین پڑھتے پڑھتے اونہون نے دوہی مہینے کی محنت سے بی - اے کا امتحان بہی پاس کرلیا یہ بنگال یونیورسٹی کے اوّل بی اے تھے - کالج مین پڑھتے وقت انکی ذہانت کی شہرت چارون طرف پھیل گئی تہی - صرف زبان ہی نہین حساب مین بھی انھون نے غیر معمولی استعداد حاصل کرلی تہی - اوستاد لوگ ہمیشہ انکی تعریف کیا کرتے تھے -

بنکم چندر کی اِس قابلیت اور طباعی سے خوش ہوکر بنگال کے قایم مقام لفٹننٹ گورنر ہالیڈی صاحب نے انھین ڈپٹی مجسٹریٹ کے اعلے عہدے پر مقرر کیا - ڈپٹی ہوجانے پر انھون نے وکالت کے امتحان کا ارادہ ملتوی کردیا اوس وقت انکی عمر ۲۹ سال کی تہی -

بنکم چندر کی انگریزی زبان مین غیر معمولی استعداد تہی - کلکتہ جنرل اسمبلی کے قایم مقام پرنسپل مسٹر ہیسٹنگ کے ساتھ انگریزی اخبار موسومہ ''سٹیٹسمین'' مین انکا مباحثہ شروع ہوا تہا - اوسوقت انگریزی زبان کے مدعی مسٹر ہیسٹنگ نے لاتعصب ہوکر یہ کہا تہا کہ ''اسقدر عرصہ کے بعد مینے بنگال مین اپنا ایک لایق حریف پایا ہے'' - فی الحقیقت بات بہی ایسی ہی تہی - بنکم چندر کی غیر معمولی علمی استعداد دیکھکر ایک انگریز نوجوان کو فراخدلی سے اوسکی داد دینی پڑی -

ڈپٹی ہونے پر بہی بنکم چندر کا علمی اشتیاق کم نہین ہوا - انھون نے انگریزی مین ایک ناول موسومہ راج موہنس وائف تصنیف کیا -

جو انڈین فیلڈ نام کے اخبار میں شائع ہونے لگا تھا - لیکن بعد کو اس اخبار کے بند ہو جانے کے سبب سے وہ نامکمل ہی رہ گیا بعد ازان انہون نے اب تک کے تجربہ سے یہ اصول قایم کیا کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی ذہین اور ذکی کیون نہو لیکن وہ غیر ملک کی زبان اور اوسکے لٹریچر مین اعلے رتبہ حاصل نہین کر سکتا جب یہ خیال انکے دلنشین ہو گیا - تب انکی رغبت و توجہ اپنی مادری زبان بنگلہ کی خدمت کرنے کی طرف مایل ہوئی - ۱۸۶۱ء مین انہون نے بنگلہ مین ایک ناول موسومہ درگیش نندنی تصنیف کیا - بنگالی لیٹریچر مین درگیش نندنی ایک نئی چیز تھی - اوسکے نئے طریقے اور نئے قالب کو دیکھکر اوسوقت کے بنگلہ لٹریچر سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب حیرت زدہ ہو گئے اور انکی ہر سمت شہرت اور تعریف ہونے لگی - اس قدردانی سے انکی دلی جذبات اور بھی بھڑک اوٹھے اور انکا حوصلہ نہایت بلند ہو گیا - فوراً ہی آپکے پرزور قلم سے کپال کنڈلا اور مرنالنی نام کے دو ناولس نکلے ۱۸۶۶ء مین کپال کنڈلا اور ۱۸۶۹ء مین مرنالنی شائع ہوے - اب انکی نیکنامی اور شہرت بنگال کے ہر حصہ مین گونجنے لگی -

۱۸۷۲ء مین اپنے چند اولوالعزم قابل ہمعصرون کی امداد سے انھون نے بنگلہ زبان مین ایک ماہوار رسالہ موسومہ بنگ درشن جاری کیا اسکے مرتب کرنیکا بار بھی انہون نے اپنے ذمے لیا - اسمین فلاسفی سائینس تاریخ - لیٹریچر وغیرہ مفید مضامین پر آرٹیکل شائع ہونے لگے - انکی تصنیف کردہ کتابین بھی اسمین سلسلہ وار شائع ہونے لگین - بنگ درشن کے ایڈیٹر یہ چار سال تک رہے - بعد کو سرکاری کامون مین مصروفیت کے باعث انہین اوسکی ایڈیٹری ترک کرنی پڑی لیکن پھر بھی زیادہ تر مضامین بنگ درشن

مین انھین کے قلم سے نکلتے تھے - انکی تصنیف کردہ کتابون کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکی قابلیت و استعداد دم بدم بڑھتی گئی انکی تصنیفات کا جہان تک پتہ لگا ہے مندرجۂ ذیل ہین -

(۱) ماکنس وللت کوتا (اسے انھون نے ۱۳ سال کی عمر مین لکھا تھا اور یہ جزواً ایک ماہواری رسالہ موسومہ پربھاکر مین شائع ہوئی تھی (۲) راج موہنس وائف - ایک انگریزی ناول - یہ نامکمل ہی شائع ہوا (۳) وش برکش (۴) اندرا (۵) چندر شیکھر (۶) یوگلانگور یہ (۷) رجنی (۸) کملا کانیتر دفتر (۹) کرشن کانیتر ول (۱۰) راج سنگہ (۱۱) آنند مٹھ (۱۲) موچی رام گڈیر جیون چرتر (۱۳) دیوی چودہرانی (۱۴) کرشن چرتر (۱۵) دہرم تتو (دو حصہ) (۱۶) سامیہ (۱۷) وگیان رہسیہ (۱۸) سیتا رام (۱۹) مرنالنی (۲۰) رادھا رانی (۲۱) درگیش نندنی (۲۲) کپال کنڈلا اور (۲۳) بودہ پربندہ

انمین سے اکثر سب کتابین بنگ درشن مین بتدریج شائع ہوئی تھین یادہ تر انمین ناولس (کتب قصص) ہی ہین جنمین اونہون نے اپنی قوت ارادی کو آخری درجے تک پہونچا دیا ہے - اگرچہ انکی کل کتابون سے انکی غیر معمولی قابلیت ذہانت اور استدلال کا ثبوت ملتا ہے تاہم کرشن چرترا ور دہرم تتو تو گویا ان کے آزاد - اچھوتے اور محقق خیال کا ایک نہایت ہی خوشنما عکس ہین - مشرقی علماء کے خیالات کی مغربی فضلاء کے اصول سے مطابقت کرنے اور ان دونون سے نتیجہ واحد اخذ کرنے مین واقعی انھون نے کمال کیا ہے -

انکے چند مضامین سے ہندی زبان اور ہندی رسم الخط کی ہمدردی کا بھی بیّن ثبوت ملتا ہے - انکی تصانیف مین جہان جہان بطور حوالہ سنسکرت کے اشلوک دیے گئے ہین اونکو انہون نے ہندی رسم الخط مین ہی تحریر کیا ہے - ہندی بان

کو ہندوستان کی قومی زبان بنانے کے خیال سے یہ بالکل متفق تھے۔ جسکا کہ اظہار انھون نے وقتاً فوقتاً اپنے اخبار بنگ درشن کے ذریعہ سے کیا تھا۔

ہمارا ارادہ تھا کہ بنکم چندر کے جسقدر مضامین ہندی زبان اور ہندی رسم الخط کی عظمت اور اہمیت پر شائع ہوے ہین۔ منجملہ اون کے چند بجنسہ یہان پر درج کیے جاتے۔ لیکن سردست اونکا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے معذور ہونا پڑا۔

علمیت و فضیلت کے زیور سے آراستہ ہونیکے علاوہ بنکم چندر اخلاقی اوصاف سے بھی متصف ہے۔ انصاف۔ راست گوئی۔ حق پسندی ولاتعصبی وغیرہ چند ایسے خصایل امین تھے کہ جنکی وجہ سے یہ ہردلعزیز ہو گئے تھے۔ انکے قول پر اور انکے اصول پر لوگون کو پورا اعتماد تھا۔ عوام جانتے تھے کہ بنکم چندر کی تحریر اور تقریر دونون حقیقت کے اظہار کے لیے ہوتی ہین۔ انکا مزاج نہایت ہی سادہ تھا پر اوسکے ساتھ ہی اوسمین بیباکی اور آزادی کا خمیر بھی شامل تھا۔ امر حق کے ظاہر کرنے مین چاہے وہ کسی کو ناپسند بھی ہو۔ یہ کبھی گریز یا پس و پیش نہین کرتے تھے۔ کچھ عرصہ تک یہ بنگال گورمنٹ کے اسسٹنٹ سکرٹیری کے عہدے پر مامور کیے گئے تھے۔ لیکن اپنی اسی آزادخیالی کی وجہ سے انہین مجبوراً اوس عہدے سے مستعفی ہونا پڑا۔ گورمنٹ انکی قابلیت اور اوصاف کو خوب جانتی تھی اور اسی لیے وہ انکی عزت کرتی تھی ۱۸۹۱ء مین انکو پنشن ملی۔ پنشن لینے کے قبل ہی کئی سال سے انکی صحت خراب ہو گئی تھی۔ پنشن لینے کے بعد یہ سخت بیمار ہو گئے۔ بالآخر ۸ اپریل ۱۸۹۴ء کو یہ بنگلہ زبان کے آسمان کا چندر (چاند) اپنی نیکنامی کی شفاف چاندنی کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ ناظرین! بنکم چندر صرف بنگال کا ہی فخر نہ تھا بلکہ وہ اپنی پاکیزہ اوصاف اور جامع خوبیوں کے باعث تمام ہندوستانیون کا مایۂ ناز تھا۔ اس بھارت ماتا کو ایسے ہی سعادتمند

تیرتھہ جاترا اور بھیڑ یا دھسان

آریہ ورت مین سال کے اندر متعدد جاترائین مختلف تیرتھون پر ہوتی ہین ہر شہر اور قصبے کے جاتری جوق جوق سفر کی تکلیف اوٹھا کر جاترا کرنیکو تیار ہو جاتے ہین جو مفلسی کے سبب سے ریلوے ٹرین کا صرف برداشت نہین کر سکتے وہ بیچارے پا پیادہ اتنے روز پہلے سے چل کھڑے ہوتے ہین کہ ٹھیک ٹھہ دھام کو پہونچانے والی تتھہ تک منزل مقصود پر پہونچ جائین جو ریل کا صرف گوارا کر سکتے ہین وہ ریل کے اسٹیشنون پر ایک ایک دو دو راتین پڑے رہتے ٹکٹ لینے اور سوار ہونے کے وقت دھکے کھانے یا مسافر گاڑی مین جگہ نپا کر مال گاڑی کے ڈبون مین مال واسباب کے طرح بھرے جانے کو نہایت شوق سے منظور کرتے ہین ۔ اِن تکلیفون کے علاوہ تیرتھہ کے مقام پر لو سرد ہوا اوس آندھی پانی کل آفات ارضی سماوی اوٹھانے پر آمادہ رہکر میدانون مین ٹھہرتے ہین اور بے پردگی کے ساتھہ حوائج ضروری رفع کرنے والی دقتون اور تکالیف کو گوارا کرتے ہین یہ وہ تکلیفین ہین جسمین عام جاتری مشترک ہو کر ایک حمام مین سب ننگے کے مصداق ہین ان جاتریون مین فی صدی پچھتر ناخواندہ جاہل مطلق محض دریاؤن مین نہا لینے اور پرتماؤن کا درشن پا جانے سے اپنی خوش اعتقادی کو پورا کرنے والے ہوتے ہین چونکہ وہ اپنی عقیدت مین مضبوط اور واثق ہین اسلیے وہ جاترا کے متعلق سفر کی تکلیفون کو بطیب خاطر برداشت کرتی ہین بلکہ اونکو اس سفری و سیاحانہ ریاضت کا جزو سمجھتے ہین اِس تکلیف

اوٹھانیکا نعم البدل جسقدر اونکے ذہن اور قیاس مین ہے دوسرا نہین جان سکتا ہے ایسی جاترا کے بعد جو پدارتھ اونکو قدرت کی طرف سے لابدی عطا ہونے والے ہین وہی اونکی قیاسی وسفری عبادت کا معاوضہ ہین - اونکو ایسی قدرتی عطیات کے انوسار ہدایات دینا اور طریق عبادت سکہانا بڑا مشکل کام ہے انکو جہان جڑ پدارتھ پوجنے سے منع کیا کہ وہ دشمن ہوگئے - یہی لوگ ہین جنکو اپنے معبودون کے لاتعداد شمار پر قناعت نہین - پیپل - برگد - کنکر - پتھر ندی تالاب میان - مدار وغیرہ کی پرستش سے سیری نہین بلکہ اگر کما کہانے والے فطرت مآب مرشدون کی کارگزاری سے کوئی نئی بہوانی یا نئے شہید برآمد کرا دیئے جائین تو اونکی بزرگداشت اور پرستش کے لیے بہی وہ تیار ہین -

ایسے خوش عقیدہ لوگون کو تیرتھ کے مفہوم یا تیرتھ کی اغراض سے کیا مطلب ہے اونکے واسطے تیرتھ کا نام اور مقام ہی کافی ہے البتہ وہ لوگ جو تعلیم یافتہ سنجیدہ وفہمیدہ ہین اونکو تیرتھ جاترا سے پورا فایدہ اوٹھانے اور تیرتھ کے مقصد کی متابعت فرض ہی مگر افسوس کہ تیرتھ جاترا مین اون جاتریون سے جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے سنجیدہ وشایستہ جاتریون کا امتیاز کیا جاے تو مقدرت و استطاعت کا فرق ظاہری بہت کچھ نظر آئیگا مگر مقصود ذہنی مین تقریبًا دونون یکسان ہوگے ایک گنوار اگر ٹہور کو متبرک مقام اور گنگا اسنان کو باعث نجات سمجھکر گہر سے پیدل چلا ہی تو ایک شایستہ وفہمیدہ بھی اوسکا ہم خیال ہوکر کسی سواری پر امیرانہ ٹھاٹھ سے آرہا ہی افسوس کی بات ہی تو یہی مقصود ذہنی ہر ایک فہمیدہ اور شایستہ شخص کا مقصود ذہنی وہ ہونا چاہیے جو تیرتھ کے مقاصد کی فی الواقع متابعت کرتا ہو تیرتھ سنسکرت شبد ہے جسکے معانی جاے عبور و آلہ عبور ہین جہاز یا ناو اسکی غرض سے ہے کہ دریا کو عبور کرا دیوے پس اگر کوئی مہاتما ودّیاوان اپنی تاثیر صحبت

وحسن تربیت ومحاسن موعظت سے کسی گمراہ کو دریائے معصیت وگمراہی سے عبور کرادے تو وہ شخص تیرتھ کا مصداق ہوا اسلیے مجازاً علمائے کرام یعنی وِدیا وانون اور مہاتماؤن کے درشن پانا اونکے اوپدیش سے فائدہ اوٹھانا تیرتھ ہے ایسے مہاتما اکثر دریاؤن کے قریب مین تاکہ اشنان کرنے کی آسانی ہو یا مقامات دشوار گزار پر جہان عوام الناس اونکو تنگ نہ کرسکین استقامت رکھتے تھے اگلے زمانے مین اعلے درجے کے رشی مُنی مہاتما وِدیا وان کاشی متھرا مسرکھ وغیرہ مقامات پر رہا کرتے تھے اونکی صحبت سے فیض اوٹھانے والے بجز اون چند اشخاص کے جو اونکے مقرب یا خدمتگزار ہون عام طور پر لوگ نہین تھے راستون کی دشوار گزاری اور راہ کے خطرون کی وجہ سے ایسے لوگ جو مہاتماؤن کے درشن کی ابھلاشا رکھنے والے ہوتے تھے بالاتفاق سال کے کسی خاص وقت و تاریخ مین باہم ملکر سفر کرتے تھے اور چونکہ اونکا مقصود ذہنی کسی مہاتما کا درشن ہوتا تھا اسلیے اپنے اس سفر کو تیرتھ جاترا کہتے تھے منزل مقصود پر پہونچکر اون مہاتماؤن کے درشن اور صحبت سے مفید اوپدیش پانیکا آنند حاصل کرنیکو چندے قیام کرتے تھے اور قاعدہ ہے کہ اگر منزل مقصود مین کوئی دریا یا تالاب ہو تو اپنے دہرم کرم کے نیمون کو پورا کرنے کے لیے اسنان کی ضرورت اوسی سے رفع کیجاویگی اسلیے اوس تالاب یا ندی مین اشنان کرتے تھے جب اونکی ابھلاشا پوری ہوجاتی تھی اور واپس اپنے دیس کو جانے لگتے تھے تو یہ خیال بھی متقاضی ہوتا تھا کہ یہان کا کوئی خاص تحفہ جو ہمارے دیس مین نہین ہوتا ہے لیتے چلین اور ایسا ہی وہ کرتے تھے خاص تحفے ساتھ لاتے تھے اور اپنے وطن کے اعزا و احبا مین تقسیم کرتے تھے۔

کوئی منتظم یا شایستہ وفہمیدہ شخص اس سے انکار نہ کریگا کہ اس ارادت کا سفر

جو کسی مختص المقام مہاتماؤن کے تاثیر صحبت پانیکا مقتضی ہو بے سود نہین ہی یا کوئی دریا یا تالاب جو اوس مختص المقام مہاتما کے پاس رہنے تک اشنان اور نیم کے لیے قریب پڑتا ہو اور عارضی قیام رکھنے والے کو فی الجملہ سہولت دیتا ہو روزمرہ اسنان کرنے سے کوئی ایسی عزت نہین حاصل کریگا جو نجات بخشی کے درجے تک پہونچتی ہو اگر ہم کسی دریا یا تالاب یا کنوئین کو اپنی سہولت یا آسانی کے اعتبار سے یا اوسکے پانی کے صحت بخش اور مفید ہونیکے لحاظ سے روزانہ پسند کرین تو وہ اپنی اصلی حیثیت اور نام سے زیادہ کوئی اعزاز ہمسے حاصل نہین کرسکتا یا کوئی تحفہ جو ہم کسی مختص مقام سے رخصت ہونیکے بعد لیکر واپس آئین تو وہ قابل تعظیم نہوگا البتہ اوسکی اسیقدر عزت ضرور ہوگی کہ یہ شی ہمارے شہر کی نہین ہے بلکہ ایسے مقام کی ہی جو فاصلۂ دراز طے ہوکر ہم تک آئی ہی اس اعتبار سے ہم اوسکی قدر کرینگے نہ کہ تقدس۔

جن جن مقامات کی جاترائین اسوقت رائج ہین انمین سے بیشتر مقام ایسے ہین جہان کسی وقت مہاتما رشی منی سکونت پذیر تھے اونھین کے درشن پانے اونھین کے فیض صحبت اوٹھانے کی آرزو ذی عقل جاتریون کو اون تک لیجاتی تھی اور اس غرض سے سالانہ جاترا مقرر کیجاتی تھی جب زمانے نے کروٹ بدلی عقلمند ونگیانیون کی تعداد کم ہوگئی تو اون مقامات کی جاترائین جو کسی مہاتما کے ذات کے ساتھ وابستہ تھین اون مقامون کے تالاب اور دریا کے ساتھ متعلق ہوگئین حالانکہ اوس دریا اور تالاب کی عزت ضرورت مقامی کی حد سے زیادہ نہ تھی اور نہ ہونا چاہیے تھی۔ یہ تغیر و تبدل اوس وقت سے خیال کرنا چاہیے جبوقت سے مہاتما لوگ باقی نہ رہے لازم تو یہ تھا کہ اون مقامات کی جاترا مہاتما کے جین حیات تک یا کسی دوسرے مہاتما کے

ذات کے ساتھ جو اونکے مہاتما کے جانشین ہوئے متعلق ہوتی مگر اگیانیوں کے اندھا دھند تقلید اور گمراہ کرنے والے خود غرضوں کی تحریک سے وہ مقامات جو کبھی مہاتماؤں کا مسکن تھے مہاتماؤں کے عوض خود تقدس مآب بن بنگئے بلکہ اونکے علاوہ اور بہت سے دشوار گزار مقامات جہاں انسانی بود و باش غیر ممکن ہو وہ بھی کسی پرماتما کے نام سے جاترا کا مقام بنگئے اوس وقت سے شمار کیا جاوے تو بیشمار مقامات ہندوستان میں ہیں جو سالانہ جاتراؤں کا مرکز ہیں جہاں نہ کوئی خاص پدوی والا بدیا وان ہے اور نہ کوئی مرتاض یوں ہونے کو بہت سے ودیا وان اور بہت سے مرتاض ہیں مگر نہ ایسے کہ اون تک پہونچنے کے واسطے بالقصد جاترا مقرر کیجاوے زمانے کے اولٹ پھیر سے تیرتھ کے معانی اور تیرتھ جاترا کے مقاصد ہی کچھہ اور ہوگئے جو پہلے کسی اور طریق پر یکطرفہ تھے اب اور کسی عنوان سے یکطرفہ ہیں۔

پہلے جاتری مہاتماؤں کی فیض صحبت حاصل کرنیکی نیت سے جاترا کرتے تھے اور اون مہاتماؤں کے طفیل میں اوس تالاب یا ندی میں جو مہاتما جی کے استھان سے ملحق ہوتا تھا تاقیام روزانہ اسنان کرتے تھے اب جاتریوں کا مقصد کسی مہاتما کی زیارت نہیں ہے اور نہ مہاتما ہی اس زمانے میں ایسے ہیں اب جاتریوں کا مقصد محض کسی تالاب یا دریا کا اسنان یا کسی خاص پرماتما کا درشن ہے جسکو خود غرض روزی کمانیوالے جاہلوں نے مکتی کا وسیلہ بنا رکھا ہے پہلے جاتریوں کو اپنے مقصود ذہنی مہاتماؤں سے فیض پانا منظور ہوتا تھا اب تیرتھ کے پنڈوں کو فیض پہونچانا اور خود طرح طرح کی تکالیف اوٹھانا مراد ہے سابق میں اگر کسی جاتری کو سفر کی تکلیف سے کوئی روگ لاحق ہوجاتا تھا تو وہ ایک اتفاقی امر تھا

جیسا گھر بیٹھے بھی ممکن ہے کہ انسان مریض ہو جاے اور اب روگ قصداً خرید کیا جاتا ہے۔ بعض مقامات جو جاترا کے لیے مختص ہین ایسے مضر تندرستی ہین کہ جاتری وہان جا کر پیچش تپ لرزہ گٹھیا کے امراض اپنے ساتھہ لے آتے ہین اور سالہا سال اون مرضون سے نجات نہین پاتے ان امراض نو خرید کا نعم البدل اونسے پوچھا جاے تو سواے پر ماتما کے درشن کے اور کچھہ نہ بتا سکینگے کاش زمانہ قدیم کی طرح کسی رشی منی مہاتما کے اوپدیش سے کچھہ ہدایات نیک حاصل کرتے تب بھی صبر ہو سکتا تھا کہ بلا سے مرض مین مبتلا ہوے مہاتما کے فیضان صحبت سے تو بہرہ اندوز ہو گئے سو یہ بخیر ہے اب تو وشال مورت کے دیدار فیض آثار کے سوا اور کوئی نتیجہ بیان ہی نہین ہو سکتا سابق مین دور دراز جاترا کی واپسی مین خاص تحائف لائے جاتے تھے اب تیرتھہ کے مفروضہ تقدس و تبرک کی لکیر پیٹنے کے واسطے وہ سامان لایا جاتا ہے جو اپنے دیس مین بھی مل سکتا ہے اور تحفہ کی حیثیت نہین رکھتا۔

فی زمانہ جو اصحاب جاترا کرتے ہین اونکا مقصود ذہنی قابل افسوس ہی اور جو بیسود بیٹھے بٹھائے زیر باری اونکو ہوتی ہی وہ اونکی نزدیک مکت داتا ہی اسلیئے اونکو ناگوار نہین ہے مگر سامعین ناظرین جو زمانہ شناسی سی کام لینے والے ہین وہ اونکی اس سمجھہ پر بجاے خود کڑھتے ہین مگر کچھہ نہین کر سکتے ہمارے نزدیک آجکل تیرتھہ جاترا حسب قول پنڈت دینیال جی کے خاصہ بھیڑیا دھسان ہے جو ایک دوسرے کی تحریص ہوتا ہے اس بھیڑیا دھسان مین جو فہمیدہ اصحاب محض میلہ دیکھنے اور خاص تحائف خرید کرنیکی نیت سے شرکت کرتے ہین وہ اپنے مقصود ذہنی مین حق بجانب اور مستثنی ہین برخلاف اون لوگونکے جو بیکنٹھہ کے یا رتھہ روانے کیغرض سے منہ اوٹھاے ہوے دوڑے جاتے ہین ایسی سمجھہ والونکو پرماتما توفیق نیک عطا کرین یہ بات اوریہی ورنہ کسی ناصح مشفق یا اوپدیشک سے کے منہ مین تو دانت نہین ہین جو منع کر سکے کیونکہ ایسی ممانعت اونکے نزدیک بیکنٹھہ کے دوار سے پھیر لانیوالی ہی۔

لالتا پرشاد شفق

اُوم

منڈک اوپنشد

دوسرے منڈک کا پہلا کھنڈ

अग्निर्मूर्द्धा चक्षुषी चन्द्रसूर्यौ दिशः श्रोत्रे वाग्वि-
वृताश्च वेदाः। वायुः प्राणो हृदयं विश्वमस्य पद्भ्यां
पृथिवी ह्येष सर्वभूतान्तरात्मा ॥४॥२६॥

ارتھ - اس آتما کا اگنی سر ہے - سورج اور چاند آنکھین ہین اطراف کان ہین - وید یعنے حقیقی علم کشادہ زبان ہے - ہوا پران ہے اور سارا جگت ہردیہ (معدہ) ہے اور پرتھوی پیر ہین تحقیق یہی سب ساکن و متحرک وجان دار اشیاء کی اصل ہے -

شرح - اب اوسی ازلی آتما کے وراٹ سوروپ کا ورنن کرتے ہین - اگنی چونکہ روشن ہے اسلیے وہ اوسکے سر کے مانند ہے - سورج اور چاند یہ دو دنیا کی مشعلین ہین اسلیے یہ اوسکی آنکھین ہین - اطراف مین چونکہ آواز ہمیشہ گونجتی رہتی ہے - لہذا یہ اوسکے کان ہین - وید چونکہ علم کا نام ہے اسلیے وہ مانند اوسکے اوپدیش یا کلام کے ہے -
ہوا کا گذر ہر جگہہ اور ہر چیز مین ہے - اسلیے وہ اوسکے بمنزلہ پران کے ہے اور یہ سارا برہمانڈ اوسکا شکم اسلیے ہے کہ سب کچھ اسی مین سمایا ہوا ہے - پرتھوی چونکہ اس برہمانڈ کے نیچے کا حصہ ہے - لہذا وہ بمنزلہ پیرون کے ہے اسطرح پر جو برہم ہر جگہہ ہر زمانہ اور ہر شئے کو اپنی موجودگی سے ڈھکے ہوئے وہی سب ساکن متحرک اور جاندار اشیاء کی علت غائی ہے - یعنی ساکن

ہین سکون۔ متحرک مین حرکت اور جاندار کی جان وہی ہے۔ یہانپر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب برہم غیر مجسم اور جملہ آلایشات سے پاک ہے تو پھر اوسکے اعضا اور اجزا کے کیا معنی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ در حقیقت اوسکے اعضا نہین ہین۔ یہ صرف بطور استعارہ دوسرون کو سمجھانے کے لیے ایک طریقہ اختیار کیا گیا ہی یون تو جب برہم اشبد ہی تو بذریعہ الفاظ اوسکا بیان بھی نہین ہوسکتا۔ لیکن ہم انسان بغیر ترتیب و استعمال الفاظ کےکسطرح اپنا مافی الضمیر دوسرون پر ظاہر کرسکتے ہین۔ پس ہمنے اوسکے بارے مین جو کچھ جانا ہے یا انوبھو کیا ہے اوسکو دوسرون پر ظاہر کرنے کے لیے ہمکو مجبوراً اس استعاری طریقہ کو کام مین لانا پڑتا ہے برہم کی ہی متعلق نہین بلکہ دیگر معاملات کے متعلق بھی ہم اس فرضی طریقہ کو کام مین لاتے ہین۔ مثلاً کسی عریان شخص کے لیے لفظ دگمبر کا اطلاق کیا جاتا ہے جسطرح لفظ دگمبر سے مراد صرف کپڑون کا نہونا ہی اوسیطرح الفاظ دشو در اور وشوچکشو وغیرہ سے شکم اور آنکھ وغیرہ اعضا کے نہونا ہی مطلب سمجھنا چاہیئے۔

तस्मादग्नि: समिधो यस्य सूर्य: सोमात् पर्जन्य
ओषधय: पृथिव्याम। पुमान रेत: सिञ्चति योषि
ताया बह्वी: प्रजा: पुरुषात सम्प्रसूता:॥५॥२७॥

ارتھ۔ اوس آتما سے اگنی (جسکا ہیزم سورج ہے) پیدا ہوتا ہے سورج سے چاند اور چاند سے بادل۔ بادل سے پرتھوی پر اناج اور اوشدھیان پیدا ہوتی ہین۔ ان سے منی

پیدا ہوتا ہے۔ جسکو مذکر مونث یعنی پہنچتا ہے۔ اسطرح بتدریج
ساری مخلوق پرُش یعنے آتما سے پیدا ہوتی ہے۔

تشریح۔ اب یہان سے لیکر نوین شرُتی تک اس تمام مخلوق کا
اوس آتما سے پیدا ہونا دکھلایا گیا ہے۔ یہ تھم اوس پرش سے
اگنی (جسکا ماخذ سورج ہے جو چاند کو روشن کرتا ہے) پیدا ہوتا ہے
اوس اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی اور یعنی ان اور اوشدھیان۔
ان سے مختلف قسم کے تخم اور منی جس سے انواع و اقسام کی خلایق
پیدا ہوتی ہے۔ لیکن ان سب کا مبدا اور منبع وہ آتما ہی ہے۔

तस्मादृचः साम यजूंषि दीक्षा यज्ञाश्च सर्वे क्रतवो दक्षिणाश्च। संवत्सरं च यजमानश्च लोकाः सोमो यत्र पवते यत्र सूर्यः ॥ ६ ॥ २८ ॥

ارتھ۔ اوس آتما سے رگ وید۔ سام وید۔ اور یجر وید۔
سب سنسکار۔ یگیہ۔ دان اور سب یجمان۔ اور مختلف لوک جہان
سورج اور چندر پوتر کرتے ہین۔

تشریح۔ اوسی آتما سے مذکورہ بالا تینون وید اور سولہ سنسکار
جلنسے منو شیہ کے جیو آتما اور شریر کا سنسکار کیا جاتا ہے۔ نتیہ اور
نیمتک یگیہ اونمین ہونے والے دان اور وہ وقت جس سے یہ جملہ کرم کانڈ
متعلق ہے۔ یگیہ کا کرنے والا یجمان اور ہوتا وغیرہ یگیہ پھل کے ادھشٹان
سورج اور چندر وغیرہ لوک (جو دکھشنا ین اور اُترا ین کے ذریعہ سے اپنے
مختلف اثرات تمام چیزون پر ڈالتے ہین) پیدا ہوتی ہین۔

तस्माच्च देवा बहुधा सम्प्रसूताः साध्या मनुष्याः पशवो वयांसि । प्राणपानौ व्रीहि यवौ तपश्च श्रद्धा सत्यं ब्रह्मचर्यं विधिश्च ॥ ७॥ २९ ॥

ارتھ - اوس سے مختلف قسم کے دیوتا - سادھیہ اور منوشیہ پشو - اور پکشی - پران اور اپان - دھان اور جو - تپ - شردھا ستیہ - برہم چریہ اور ودھی یعنے طریقہ یے سب پیدا ہوے ہین -

تشریح - انسانون کی تین قسم ہین - اعلیٰ - اوسط اور ادنےٰ - اعلیٰ انسانون کو دیو اوسط کو سادھیہ اور ادنیٰ کو منوشیہ کہتے ہین - یے تینون قسم کے انسان - چرند اور پرند اونکی زندگی کے ذریعہ پران و اپان اونکے آدھار دھان اور جو وغیرہ ان اونکے اعمال اوصاف - ریاضت عقیدت - صداقت - برہمچریہ اور اونکی تعمیل کے طریقہ یے سب اوسی بتدریج پیدا ہوے ہین یعنے اوسکی ذات سے وابستہ ہین -

सप्त प्राणाः प्रभवन्ति तस्मात्सप्तार्चिषः समिधः सप्त होमाः । सप्त इमे लोका येषु चरन्ति प्राणा गुहाशया निहिताः सप्त सप्त ॥ ८ ॥ ३० ॥

ارتھ - سات پران - سات ہی اونکو حرکت دینے والی قوتین سات ہی اونکے مادے (جن سے کہ وے روشن ہوتے ہین) - سات ہی اونکے ہوم (جن سے کہ محسوسات کا اونمین ہوم کیا جاتا ہی) اور یہ سات حواسون کے دروازہ جنمین بدھی سے متعلق سات پران حرکت کرتے ہین - اوسی سے پیدا ہوتے ہین -

تشریح - دو آنکھ - دو کان - دو ناک اور ایک منھ - ان

سات سوراخون مین ہوکر پران گذرتا ہے - اسلیے یہ سات پران کہلاتے ہین
پرشن اپنشد مین پران اور اگنی کی مشابہت دکھلائے ہین -
یہان بھی پران کو ایک قسم کی اگنی مان کر اوسکا بیان کیا گیا ہے - اس اگنی کے
مذکورہ بالا سات دروازے ہین - سات قسم کے محسوسات کے
ایندھن سے یہ آگ روشن ہوتی ہے اور سات ہی قسم کی لپٹین جنکو پرتی
کہتے ہین اسمین سے نکلتی ہین جنہین ہملوگ اپنے ویریہ کی ساگری سو طاقت
کی آہوتیون کا ہوم کرتے ہین اور مذکورہ بالا سات مقامات (جنمین پران
وچرتے ہین) سات لوک ہین - یہ سب پران اور اونکے متعلق ساری چیزین
اوسی پرورش سے اوسمین ہوتے ہین -

अतः समुद्रा गिरयश्च सर्वे ' स्मात्स्यन्दन्ते सिन्धवः सर्वरूपाः । अतश्च सर्वा ओषधयो रसश्च येनैष भूते-स्तिष्ठते ह्यन्तरात्मा ॥ ९ ॥ ३१॥

ارتھ - اس پورش سے سمندر اور سب قسم کے پہاڑ
پیدا ہوتے ہین - اسیسے مختلف دریا بہتے ہین اور اسی سے ساری
اوشدھیان اور رس پیدا ہوتے ہین - جن سے یہ جیواتما عنصرون کے
ساتھ شریر مین قایم رہتا ہے -

تشریح - اوس ہی پیدا کنندہ عالم سے اگنی کے بعد جل پیدا ہوکر
یہ سب سمندر اور دریا موجزن ہوتے ہین - جل سے پرتھوی اور تین
ہوکر اوسمین ان اور اوشدھیان پیدا ہوتی ہین - اون سے چھہون قسم کے
رس یعنے ذائقہ پیدا ہوکر اس مادی جسم کو نشو و نما کرتے ہوے اوسمین

جیو آتما کے قیام کا باعث ہوتے ہین - غرضکہ یہ ساری مخلوق اوسی سے پیدا ہو کر اوسی مین قائم ہے اور بالآخر اوسیمین جذب ہو جاویگی - وہ اس تمام مخلوق کا خالق ہونے پر بھی آپ پیدایش اور فنا سے مبّرا ہے -

पुरुष एवेदं विश्वं कर्म तपो ब्रह्म परामृतम्।
एतद्योवेद निहितं गुहायां सोऽविद्या ग्रन्थिं विकिर-
तीह सोम्य ! ॥ १०॥ ३२॥

ارتھ - یہ سب پرش ہی - وہ سب کیا ہی ؟ کرم اور گیان یہی امرت روپ برہم ہے - اے عزیز ! جو شخص اس بدھی مین رہنے والے پرش کو جانتا ہے وہ اس جیون مین ہی اودیا کی گانٹھ کو کھولتا ہے -

تشریح - اب اس کھنڈ کے آخری اشلوک مین برہم سے جگت کی پیدایش کے مضمون کو ختم کرتے ہوے آچاریہ کہتے ہین -

چونکہ اوس پرش سے یہ جگت پیدا ہوا ہے لہذا یہ اپنے مجموعہ اور منقسمہ دونون حالتون مین اوسی کا اظہار کرتا ہے جیسے پتا سے ماتا کے پیٹ مین جنم لینے کے باعث پتر پتا سے ہی بالخصوص منسوب کیا جاتا ہے - اسیطرح اوس پرماتما سے اوتپن ہوا جگت اوسی کے نام سے ظاہر کیا جاتا ہے - اسکا یہ مطلب ہرگز نہین ہے کہ یہ جگت ہی برہم روپ ہے جیسے پتر اپنی ہستی سے پتا کی اہمیت اور جیسے تصویر اپنی موجودگی سے مصور کی قابلیت کا ظاہر کرتی ہین - ایسے ہی یہ جگت اپنی ہستی اور اصلیت سے برہم کی مہما کو ظاہر کر رہا ہے اور یہی اسکا برہم سے ہونا ہے - اسکا برہم نام ہی اسلیے ہے کہ اس لامحدود اور وسیع کائنات کے ذریعہ سے اوسکی عظمت کا اندازہ کیا جاتا ہے - جگت کے قیام کے دو ذریعے ہین - ایک کرم دوسرا گیان اور دونون کے باقاعدہ استعمال سے جو شخص اپنے اندر ہی پرش کو جانتا ہے وہ نشکام کرم سے اودیا کی گانٹھ کو کھول کر گیان کے ذریعہ سے موکش کا ادھیکاری بنتا ہے -

نواب محسن الملک بہادر مرحوم و مغفور

نواب محسن الملک بہادر کا اصلی نام سید مہدی علی ہے انکا سلسلہ نسب سادات کے مشہور خاندان بارہہ سے ملتا ہے۔ لیکن انکے اجداد کئی پشت سے اٹاوہ مین رہنے لگے تھے جہان سید مہدی علی ۹ دسمبر ۱۸۳۷ء کو پیدا ہوے ماں کی طرف سے انکا سلسلہ شیخوپور (فرخ آباد) کے خاندان سے ملتا ہے ان کی تعلیم اوس زمانہ کے دستور کے مطابق صرف عربی فارسی مین ہوتی تھی اور انگریزی تعلیم سے وہ بالکل بے بہرہ تھے۔ مگر زمانہ حال کے ان لوگون مین جنھون نے انگریزی تعلیم حاصل نہین کی بہت کم لوگ انسے لگا کھا سکتے ہین بلکہ انگریزی خوانون مین بھی بہت کم عربی فارسی کی تعلیم انھون نے قصبہ بہپوند (اٹاوہ) کے متبحر عالم مولوی عنایت حسین صاحب سے پائی تھی یہ بچپن ہی سے ایسے ذہین تھے کہ لوگ انکے والد سے کہا کرتے تھے کہ تمھارا بیٹا بڑا اجید ہوگا بلکہ ملک اور قوم کی اعلے درجے کی خدمت انجام دیگا اگرچہ اونکے خاندان مین سرکاری ملازمت کا رواج نہ تھا اور سوا سید ظہور علی کے جو صدر الصدور اور ریاست ٹونک کے وزیر ہوئے اور کسی نے ملازمت نہ کی تھی لیکن سید مہدی علی تلاش معاش کے لیے مجبور ہوے اور کلکٹری اٹاوہ مین دس روپیہ ماہوار کی ملازمت اختیار کرلی۔ لیکن اونکے شریفانہ اور قابلانہ برتاؤ سے مسٹر ایلین ہیوم کلکٹر اٹاوہ ایسے خوش ہوئے کہ ۱۸۵۷ء مین انھین اہلمد کر دیا۔ اسی عرصے مین غدر پڑ گیا۔ اور اگرچہ اٹاوہ مین باغیون نے قبضہ کرلیا تھا اور انکی حکومت بھی کچھ روز شہر پر رہی مگر سید

مہدی علی اور انکا خاندان سرکار انگریزی کا دم بہرتے رہے جب غدر فرو ہوگیا اور انگریزی تسلط ازسرنو ہوا تو مسٹر ہیوم نے انھین پیشکار کردیا کچھہ دن وہ سررشتہ داری کا کام بہی کرتے رہے اور ۱۸۶۱ع مین تحصیلدار ہو گئے اوس زمانے مین انہون نے اٹاوہ کی حالت مین بڑی ترقی کردی متعدد سڑکین اور پبلک عمارتین بنوائین انھون نے کئی قانونی رسالے اردو زبان مین اعلے درجے کے تصنیف کیے تھے ۱۸۶۳ع مین ڈپٹی کلکٹری کے لیے امتحان مقابلہ مین شامل ہوے اور بہت سے انگریزون تک سے اعلے درجے پر کامیابی حاصل کی اور اوّل رہے اونھین تحصیلداری کے زمانے مین ڈپٹی کلکٹری کے اختیارات مل گئے تھے جو اونکی قابلیت کا بین ثبوت ہے ۱۸۶۶ع مین وہ مرزاپور کے ڈپٹی کلکٹر ہوے جہان وہ ریاست دودھی کے سپرنٹنڈنٹی اور راج بربل کے کورٹ آف وارڈز کی مینجری بھی ایسی کامیابی کے ساتھہ کرتے رہے کہ مرزاپور کے کلکٹر نے اپنی رپورٹ مین لکھا تھا کہ "مین دعوی کے ساتھہ کہہ سکتا ہون کہ مہدی علی سے زیادہ ذہین مستعد اور ایماندار ملازم ممالک مغربی وشمالی (حال صوبہ جات متحدہ اگرہ واودہ) مین نہین ہے" اس عرصہ مین اونکی انتظامی قابلیت کا آوازہ ضلع اور صوبہ سے گذر کر ریاست حیدرآباد کے مشہور مدبر سر سالار جنگ اعظم کے کانون تک پہونچ چکا تہا۔ چنانچہ ۱۸۷۴ع مین سالار جنگ اعظم نے انھین اپنے ہان طلب کرکے انسپکٹر جنرل مال مقرر کردیا جہان وہ اپنی خداداد قابلیت کے زور سے بہت جلد کمشنر محکمۂ بندوبست وپیمایش ہوگئے۔

۱۸۷۶ع مین ہز آنر سر اسٹوارٹ لفٹننٹ گورنر بنگال نے انھین لکھا تہا کہ "تمنے مالگزاری کا انتظام ایسے عمدہ اصول پر کیا ہے کہ حضور نظام کے ہان

مین تمہارے منتظمانہ کارنامونکو صرف وزیر اعظم سے دوسرے درجے پر شمار کرتا ہون، سنہ مذکورہی مین وہ سر سالار جنگ کے مالی سکرٹری مقرر ہوے۔ سر سالار کہا کرتے تھے کہ اس شخص کی رائے پر مجھے جتنا بہروسہ ہے اوتنا کسی اور کی رائے پر نہین ہے ۱۸۷۴ء مین وہ حیدر آباد کے پولیٹکل سکرٹیری ہوگئے اور اوس زمانے مین وہ اپنے اختیارات کو ایسی موزونیت سے کام مین لائے کہ حضور نظام نے اونکی خدمات کے صلہ مین میر نواز جنگ محسن الدولہ محسن الملک کا خطاب عطا فرماکر تنخواہ اٹھائیس سو روپیہ ماہوار کردی۔ لندن کی اسپشل کمیٹی کے روبرو ریاست حیدر آباد کے ایک مقدمہ کی پیروی کے لیے جسمین سردار دلیر جنگ عبد الحق ماخوذ تھے وہ ولایت کو بھیجے گئے جہان انھون نے اپنے فرایض کو ایسی لیاقت اور ہوشیاری سے انجام دیا کہ حضور نظام بے حد مسرور ہوے ولایت مین انھون نے منجملہ دوسرے بڑے لوگون کے مسٹر گلیڈ اسٹون سے بھی ملاقات کی تھی مسٹر گلیڈ اسٹون جب تک زندہ رہے نواب محسن الملک مرحوم سے پرائیوٹ خط وکتابت جاری رکھی۔ سر سالار جنگ اعظم کی وفات کے بعد ریاست مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک پارٹی فیلنگ کا زور ہوگیا جسکے اثر سے نواب محسن الملک مرحوم بھی نہ بچ سکے اور آخر کار ۱۸۹۳ء مین اونھین ریاست حیدر آباد کو خیر باد کہنا پڑا۔ ریاست سے اونکے لیے ۸ سو روپیہ ماہوار پنشن مقرر ہوگئی اور وہ علیگڑہ مین سر سید کے پاس رہنے لگے تھے نواب محسن الملک مرحوم کے سر سید کے ساتھ مذہبی تحریری وتقریری مباحثے مشہور ہین جب سر سید نے تہذیب الاخلاق نکالا اور نواب محسن الملک نے اُسمین مضامین لکھنے شروع کیے تو اونکے زور قلم اور تحقیق کی ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دہوم مچ گئی بقول مولانا حالی مدظلہ لوگ اونکے مضامین کو پڑھتے

اور سر دھنتے تھے ''

دسمبر ۱۸۹۳ء کے اجلاس کانفرنس منعقدہ علیگڈھہ مین اُنھون نے جو صدارتی تقریر کی اوسنے ثابت کر دیا کہ وہ نہ صرف پرزور مضمون نگار ہین بلکہ ایک زبردست مقرر بھی ہین سرسید کی وفات کے بعد کچھہ روز تو سید محمود مرحوم علیگڈھہ کالج کے سکرٹیری شپ کا کام کرتے رہے مگر پھر ٹرسٹیون نے نواب صاحب ہی کو سکرٹیری منتخب کیا اور انھون نے اپنے آپ کو سر سید کی جانشینی کا ایسا اہل ثابت کیا کہ باوجود کئی بار مستعفی ہونے کے ٹرسٹیون نے اونھین کو ٹرسٹی رہنے کے لیے مجبور کیا اور علیگڈھہ کالج نے اونکے عہد مین جس حیثیت سے جو ترقی کی وہ محتاج بیان نہین اونکا آبائی مذہب شیعہ تھا اور ابتداءً مین وہ خود بھی شیعہ تھے - مگر بعد مین سُنّی ہوگئے اور اپنی مشہور کتاب آیات بینات لکھی ۱۹۰۶ء مین گورنمنٹ ہند نے اونھین قیصر ہند کا طلائی تمغہ بھی مرحمت فرمایا تھا جو ملک و قوم نے اونکے شایان شان نہین خیال کیا تھا - بلکہ وہ نواب محسن الملک بہادر کے لیے اس سے اعلےٰ تر خطاب و تمغہ کے متمنی تھے - اگرچہ نواب محسن الملک کی صحت آخر عمر مین بہت خراب رہنے لگی تھی مگر گذشتہ چند ماہ سے اونکی طبیعت بہت بگڑ گئی تھی اور بمبئی بغرض علاج چلے گئے تھے - بیچ مین جب درست ہوگئی تو بمبئی سے چلے آئے اور اٹاوہ گئے کیونکہ اونکے بڑے بھائی مولوی غلام عباس سخت علیل تھے چنانچہ نواب صاحب کی موجودگی مین ہی اونھون نے انتقال کیا - اٹاوہ سے وہ بغرض تبدیل آب و ہوا شملہ گئے - افسوس ہے کہ قضا نے مہلت نہ دی اور شملہ ہی پر ۱۶ اکتوبر کو ۴ بجے شام انتقال کیا -

(ہندوستانی)

شراب خانہ خراب

سرخ ڈورے آنکھ میں پڑتے نہیں پیکر شراب
موج کی تلوار ہی کھینچے ہوئے سر پر شراب
قہر ہے آفت ہے گھر کا گھٹا لگا پیکر شراب
ہو گیا نشہ جوانی کا جو اسپر مستزاد
ہیں سوار اونکے سرون پر ہو گیا کچھ دیو پرین
منہ کی کھاتی ہیں جو پیکر منہ لگاتی ہیں اسے
نشہ اسکا جسکو ہو کب اوسکی سر کی خیر ہے
کیسی میخانے کی بھٹی نے لگائی آگ ہے
پھرتے پانی ہیں دولت پر برانڈی کیلیے
گرہ میں اک جام جم کو مول لیکر چھوڑ دین
ہو اگر قندی بھی مے پینے میں کچھ میٹھا نہیں
نخل میں پھولے پھلے سر سبز آتے تھے نظر
میکشو کس منہ سے اچھا کہتے ہو اس خیر کو
لغزشوں سے توڑتی ہے یہ گرا کر ہاتھ پانو
تھرتھرا دیتا ہے جرم میکشی کا اعتراف
بیٹھنا مخمور کو لازم ہے سر پکڑے ہوئے
خانۂ پیر مغان میں یا خدا پڑ جائے پھول

لال لال آنکھیں دکھایا کرتی ہے احمر شراب
بد دماغی کے دکھایا کرتی ہے جوہر شراب
پھول ہو کر بوتی ہے کانٹے یہ غارتگر شراب
ایک تو یوں ہی بری تھی ہو گئی بدتر شراب
شیشے میں جنکو نظر آئی پری پیکر شراب
دشمن تہذیب ہو جاتی ہے سر چڑھ کر شراب
جوش میں خود خشت خم پر پھوڑتی ہے سر شراب
خاک کر دینے کو آندھی لاکھ کا ہے گھر شراب
آگ کے مولوں لیا کرتے ہیں اہل زر شراب
سر پھرا دیتی ہے دیکھ عقل کو چکر شراب
زہر اوگلنے کو تو ہے زہر ہلاہل ہر شراب
پتلے حالوں ہو گئے ہیں گلکان پیکر شراب
بوئے بد آتی ہے مونہہ سے آپکے پیکر شراب
توبۂ دیندار کا بھی توڑتی ہے سر شراب
رعشہ کر دیتی ہے پیدا جسم میں اکثر شراب
رنگ صندل سی کھلا کہتی ہے درد سر شراب
اگل کھلاتا ہے یہی میخوار کو دیکر شراب

کرتی ہے معدے کو بھی غافل یہ اپنے کام سے
ہضم ہو جانا غذا کا کرتی ہے دو بھر شراب

کار دلالہ مین کیا مشاق ہے بنت العنب
دیتی ہے ترغیب عیاشی کی غارتگر شراب

اسکا نشہ کرتا ہے گندہ نگاہِ پاک کو
بد نظر سے دیکھنے کا ہوتی ہے منظر شراب

سدِّ اسکندر کی صورت کھلکے اپنی آڑ کو
رازِ دل آئینہ کرنیکو ہے اسکندر شراب

منہ کے بل گرتی ہین پیکر جو فلک پر چڑھ بیٹھے ہین
ناتوانونکو دکھاتی ہے زمین اکثر شراب

حق بجانب ہے لقب اسکا ہے گر آبِ حرام
کرتے ہین فعلِ حرام اہلِ خرد پیکے شراب

بدنگاہی بدزبانی بددماغی بددلی
اے شفق دیکھو تو ہر پہلو سے ہے بدتر شراب

لالتا پرشاد شفق

فرہنگ شفق کی اشاعت کے لئے اپیل

یہ فرہنگ اردو زبان کا مکمل فرہنگ ہے جسکا مولف بیچارہ غریب ہے دو ڈھائی ہزار روپیہ کہان سے لائے جو سو جزو کی کتاب چھپوائے اسلئے سہل ترین ذریعہ یہ ہے کہ ۵ روپے فی جلد رعایتی قیمت کے حساب سے بمد پیشگی ارباب قدر شناس اعانت فرماکر نام نامی داخل رجسٹر خریداران فرماتے جائین حتیٰ کہ کم سے کم پانسو خریداران کی قیمت مجتمع ہوکر فرہنگ کی طبع ہونیکا کام چل نکلے جس کتاب کی بابت یہ استدعا ہے اوسکی مختصر فہرست مضامین درج ذیل ہے۔

طبقۂ اول ثقات کی زبان طبقۂ دوم مصطلحات مرادف طبقۂ سوم مصطلحات مشترک طبقۂ چہارم عورتون کی زبان طبقۂ پنجم بازاری زبان طبقۂ ششم ضرب الامثال طبقۂ ہفتم ٹکسال باہر زبان طبقۂ ہشتم لکھنؤ و دہلی کے محاورات کا فرق طبقۂ نہم مہند الفاظ طبقۂ دہم تذکیر و تانیث کے اسناد طبقۂ یازدہم متروک محاورات طبقۂ دوازدہم صحت الالفاظ طبقۂ سیزدہم مشہور انگریزی الفاظ طبقۂ چہاردہم توافق لفظی و معنوی۔ المشتہر لالتا پرشاد شفق لا پرین کانپور۔

قحط سالی اور قومی افلاس

ہوشیار اے قوم برگشتہ ہی رخ تقدیر کا   عکس ہو رہے زمین پر قحط کی تصویر کا
خشک سالی نے ہلایا دل جوان و پیر کا   بے بسی قدرت سے ہے قابو نہین تدبیر کا

آسمان پر ابر کا ملتا نہین کچھہ بھی نشان
چشمۂ خورشید ہے شفاف جون آب روان

جس گھڑی سے ماہ بھادون نے دیا سوکھا جواب   آسمان کرنے لگا شبنم کے قطرونکا حساب
ابر باران کے لیے دنیا سے ہی کیسا حجاب   کیون چھپائی چادر خورشید مین چشم پر آب

خشکسالی ہے کہ یہ آفات کا سیلاب ہی
جسکو دیکھو مضطرب جون ماہی بے آب ہی

اے فلک دنیا مین یہ کیسی قیامت ڈالدی   موج طوفان تباہی مین زراعت ڈالدی
بے زری پر اور اک تازہ مصیبت ڈالدی   مفلسونکی قوت لبسری مین قباحت ڈالدی

ہو گئی خشکی سے پیداوار کی مسدود راہ
آہ ہو گا کون سی تدبیر سے اپنا نباہ

دوستو آیا زمانہ واقعی یہ پُر ملال   آپ کے دلمین ہی اپنی قوم کا بھی کچھہ خیال
سیکڑون ہین خاندان ایسے کہ سنکر انکا حال   دیدۂ تر سے ٹپکتے ہین برابر اشک لال

اور اوسپر قحط اک طمطرۂ ہوا بیداد کا
آئیے کس کے کمر یہ وقت ہے امداد کا

آپکا ایشور نے کچھہ بندھن کیا دو کیسا تہہ   دستگیری مفلسونکی کیجیے ہمت کیسا تہہ
ہر نفس مخلوق سی پیش آئیے شفقت کے ساتہہ   تاکہ ہو سچی محبت آپکی قدرت کے ساتہہ

نور ہمدردی سے اپنا دل منور کیجیے
جستجوے حق ہے تو نیکی کو رہبر کیجیے

قابل افسوس ہو کیونکر نہ حشمت آپکی   قوم سے بالکل ہے لاپروا طبیعت آپکی
آہ اب بھی جوش مین آئی نہ ہمت آپکی   اور پھر کس کام آسکتی ہی دولت آپکی

آپ عیاشی کے دلدادہ ہین اسکا غم نہین
قوم سے نفرت ہو گر تو یہ ستم سے کم نہین

آپکو حق نے عطا کی گرچہ دولت بیشمار   حق بجانب ہو کہین گر آپ دنیا کا سنگہار
یہ نہو تو قوم کا ہی کیجیے کچھ کاروبار   تا کہ قایم ہو جہان مین آپ کا عز و وقار

ہای بیدردی ابھی تک آپ محو خواب ہین
جاگیے فاقون سے بھائی آپکے بیتاب ہین

ان اسیران جفا پر ترس کھانا چاہیے   قوم کے افلاس پر آنسو بہانا چاہیے
دیکھکر انکی مصیبت رحم آنا چاہیے   آپکے بھائی ہین سینہ سے لگانا چاہیے

ناخدا بنجائیے دھو ڈالیے دل سے غبار
کیجیے تدبیر جس سے قوم کا بیڑا ہو پار

آپ متمول ہین گو ہم مفلسون کا ہی وکیل   غور سے سنیے ادب کے ساتھ ہی اوسکا اپیل
کیجیے اوقات بسری کی کوئی ایسی سبیل   اور قومون مین نہ اپنی قوم ہو پائے ذلیل

خشک سالی دہر مین تخم تباہی بو گئی
اور بھی اس قوم کی مخدوش حالت ہو گئی

اے فلک ناحق گلا کیا کرتے ہین ہم تیرا گلا   قحط سالی اپنے ہی اعمال بد کی ہے سزا
تیرے سر پر تھوپ دیتے ہین جو کرتے ہین خطا   ہے مذاق شاعری کا ایک یہ بھی چوچلا

تیری چالون سے منور پہلوی دن رات ہے
تیری گردش مین کہان تاریکی آفات ہے

گرچہ دو چشم پوشی سے نہ سمجھے گناہ   خشکسالی سے نہ ہو سکتی کبھی دنیا تباہ
اس سے بچنے کے لیے بستی نہین جای پناہ   اے شہ کونین ہے تیری طرف سبکی نگاہ

دے معافی اپنے الطاف و کرم سے ای کریم
مت پریشانی مین رکھ گوہر کو با امید و بیم

(از کایستھ ہتکاری)

بانی آریہ سماج کی زندگی کے آخری سال

سوامی دیانند کی تعلیم

اپنی زندگی کے آخری سالون مین سوامی دیانند اکثر ہندوون کے مقابلے مین جدوجہد کرتے رہے جسمین کامیابی کا سہرا ہمیشہ سوامی جی کے سر رہا- اونہون نے ویدک توحید کے کل مخالفین سے مباحثے کیے جنسے اونکے فن مباحثہ اور منطق کے کمال کی دہاک بیٹھہ گئی اونہون نے تقریبًا کل ممالک متحدہ و پنجاب و بمبئی مین دورہ کیا جسکے دوران مین آپ ویدون کی صداقتون کا پرچار اور انسانون کے چلائے ہوے مختلف مذاہب کی غلطیون کا اظہار کرتے رہے اونکی تعلیم یہ تھی کہ وید تمام سچے علوم کا سرچشمہ ہین اور یہ کہ تمام رائج الوقت مذاہب اوس جہالت کا نتیجہ ہین جو ویدون کی تعلیم سے لاپروائی کرنے سے انسانون مین پیدا ہوئی- سوامی دیانند کا دعوی تھا کہ جن جن علوم کی انسان کو ضرورت ہے وہ سب ویدون مین بطور اصل اصول کے موجود ہین- اونہون نے ویدون کے اندر بہت سے ایسے مقامات دکھائے جن مین علم ریاضی- علم ہیئت علم حکمت و علم موجودات- علوم و فنون متعلقہ امور خانگی اور قواعد وہدایات بغرض حصول حیات کاملہ کا بڑی خوبی سے اظہار کیا گیا ہے ویدون مین علم اخلاق کا مکمل مجموعہ اور آفرینندۂ عالم کا اعلی ترین بیان موجود ہے سوامی جی نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچادی کہ کتب خانۂ عالم مین ویدہی کتاب اولین ہے جو تمام حقیقی علوم سے مملو ہے- اور یہ کہ ویدہی قوانین قدرت کا آئینہ ہے اور اسلیے وہی سچی الہامی کتاب ہے نہ کہ دیگر کتابین جنکی نسبت الہامی

ہونے کے دعوی کیے جاتے ہین باوجودیکہ اونکی تعلیم متعصبانہ اور قوانین قدرت کے خلاف ہے۔

ویدون کی تفسیر زمانۂ حال کے ہندو پنڈت بتاتے ہین کہ ویدون مین بہت سے جھوٹے دیوتاؤن کی پرستش کی تعلیم دی گئی ہی۔ اِن پنڈتون کا سہارا لیکر علماے یوروپ ایک قدم آگے بڑھ جاتے ہین اور ویدون مین عناصر پرستی کا ذکر پاتے ہین۔ لیکن اِن لوگون نے اپنی معمولی صاف دلی سے اقرار کیا ہے کہ ویدون مین عناصر پرستی کا استنباط بہت سے مقامات پر ناموزون ہی معلوم ہوتا ہے۔ یوروپین علماء کو ویدون مین نہایت شستہ اور اعلے خیالات کے پہلو بہ پہلو طفلانہ قصے کہانیان اور خیالات نظر آتے ہین اور اِس بات سے اونکو بڑی حیرت اور پریشانی ہوتی ہی اس معما کو حل کرنے کی ان حضرات نے ایک اور حکمت نکالی ہی۔ یعنے اونھون نے یہ تھیوری پیش کی ہے کہ ویدون کے منتر مختلف زمانون کی تصانیف ہین۔ لیکن اس تھیوری سے بھی یہ معما حل نہین ہوتا اور پروفیسر میکس مولر جیسے مغربی علماء کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ ویدون کے معانی کو اونھون نے اب تک نہین سمجھا اور یہ کہ ویدون کا ترجمہ اور تفسیر کرتے ہین اونھون نے زیادہ تر قیاسات سے کام لیا ہے اِن قیاسات کو جنکو انکے بانی مغربی علماء بھی قیاسات ہی مانتے ہین انگریزیت کے دلدادہ ہندوستانی وہ رتبہ دیتے ہین جو مسلمان آیت و حدیث کو دیتے ہین اور محض اِس وجہ سے اونپر آمنا و صدقنا کہتے ہین کہ اونپر یوروپ کی مہر لگی ہوئی ہی۔ اس طرح سے ان برائے نام تعلیم یافتہ ہندوستانیون نے متعصب مجسم عیسائی شارحین کو آنکھین بند کرکے ویدون کی تفسیر کرنے کے لیے بے خطا رہبر مان لیا ہی اور یہی باعث

کہ ویدک دہرم کا نہ صرف بدیشی لوگ اور مخالفین ہی مضحکہ اوڑاتے
ہین بلکہ وہ لوگ بھی جنسے توقع کیجاتی تھی کہ ویدک دہرم سے انکی واقفیت
تومقابلتہً زیادہ ہی ہوگی۔ خیر ان "ترقی یافتہ" ہندوستانیون کی تعداد
اب بھی نہایت قلیل ہے اور عام لوگ اب بھی ہندوستان کے زمانہ
تاریک کی پہیلی ہوئی پورانک ضعیف الاعتقادی مین مبتلا ہین۔ ان
حالات مین سوامی دیانند کیا دیکھتے ہین۔ کہ ایک طرف تو وید اسقدر متبرک
سمجھے جاتے ہین کہ اونکا شودرون کے روبرو پڑھنا تک گناہ ہے اور دوسری
طرف انگریزیت کے دلدادہ ہندوستانی مانتے ہین کہ وہ پورانے وقت کے
وحشی لوگون اور گلہ بانون کے راگون سے پُر ہین۔ سوامی دیانند نے
سمجھ لیا کہ مجھے یہ سخت لڑائی لڑنی ہوگی اور اس لیے وہ میدان جنگ
مین اپنی عظیم الشان دماغی طاقت لیکر جا گھسے۔

سوامی دیانند کا طریقۂ تعبیر سوامی جی نے جو تشریح وید منترون کی کی وہ
ایسی عام فہم اور باقاعدہ تھی کہ اوسے عقل سلیم فوراً باور کرلیتی ہے انھون نے
بتایا ہے کہ ویدون کے الفاظ کے عام معنی لینے سے کام نہین چل سکتا
بلکہ اونکے اصطلاحی معنی لینے سے مطلب واضح ہوجاتا ہے مثلاً "اگنی
کی عبادت" سے یہ مراد نہین کہ آگ کی پرستش کیجائے بلکہ اوس "منور
بالذات" اور "عالم مطلق" ہستی کی عبادت سے مراد ہے جو پرستش
کے لایق ہے یہان "اگنی" کے اصطلاحی معنی "منوّر بالذات" اور
"عالم مطلق ہستی" سمجھنے سے منشا صاف ہوجاتا ہے۔

اسیطرح اندر ورن وایو وغیرہ اوس ایک ہی اعلےٰ ہستی کی
مختلف صفات کا اظہار کرتے ہین کیونکہ "اندر" مادہ "آدہی"

سے مشتق ہوا ہی جسکے معنی "جاہ وجلال" کی ہین اور "ورُن" مادہ وری
دھاتو سے
سے جسکے معنی ہین "قبول کرنا" اور "وایو" وا
نکلا ہی جسکے معنی ہین "جاننا اور حرکت کرنا" اب ظاہر ہے اوس سب کے
خداوند کا نام "اندر" اسلیے ہے کہ وہ صاحب جاہ وجلال ہے اور سب کا
پرورش کنندہ "ورُن" کے نام سے وہ اسلیے موسوم ہو کہ سب سے زیادہ
قبول کرنے کے لایق ہی اور سب آتماؤن کا منزل مقصود۔ اسی طرح "وایو"
اوسکو اس لیے کہتے ہین کہ وہ "جملہ علوم کا منبع" اور طاقت کا مخزن ہے
یہ صاف اور سادہ تشریح نرکت۔ نگھنٹو اور زندہ جاوید پانی کے
سوترون کی بنیاد پر مبنی تہی۔ گویا مفتاح وید گم ہوگئی تہی جسکو سوامی دیانند
نے ڈھونڈھ نکالا۔ اس کلید کے گم ہو جانے کے باعث ہی علماے یوروپ نے
وید منترون کے معانی سمجھنے مین قدم قدم پر ٹھوکرین کھائین اور اپنے نامکمل
علم اور بڑھی ہوئی قوت متخیلہ کی مدد سے طرح طرح کی بیہودہ اور مہمل تفسیرین لکھین۔
اپنے مطلب کو واضح کرنے کی غرض سے ہم تمثیلاً یجر وید ادھیای ۱۳
کے چوتھے منتر کے دو ترجمہ ذیل مین متوازی کالمون مین لکھتے ہین جنمین
سے ایک تو پروفیسر میکس مولر کا کیا ہوا ہے اور دوسرا سوامی دیانند کا۔
معزز ناظرین خود اندازہ کرلین کہ کونسا ترجمہ زیادہ تسلی بخش اور معقول ہے۔

हिरण्य गर्भःसम वर्त्तताग्रे इत्यादि

پروفیسر میکس مولر کا ترجمہ	سوامی دیانند کا ترجمہ
شروع شروع مین خدا ہرنیہ گربھ (سنہری تخم یا بچہ) کی شکل مین) نمودار ہوا۔ وہ اس تمام کا ایک پیدا شدہ خدا تہا۔	ابتداے آفرینش مین ہی غیر پیدا شدہ کائنات کا واحد خدا موجود تھا۔ وہ خدا ہی سرور ابدی ہی جسکے

اوسنے قایم کیے زمین اور آسمان	سہارے تمام روشن اور تاریک کرے
وہی ہی وہ خدا جسکو ہم اپنی قربانی کی	قایم ہین -

چیزین پیش کرین -

دیکھیے ہرنیہ گربھہ " کے معنی میکس مولر نے " سنہری تخم یا بچہ " کے لیے ہین جو غلط ہین - دراصل " ہرنیہ گربھہ " کے معنی یہ ہین

(۱) وہ جسکا گربھہ یا سوروپ (ذات وماہیت) جیوتی یا وگیان (علم حقیقی) ہے -

(۲) ہرنیہ یعنی جیوتی (پرکاش یا نور) اور امرت (موکش یا نجات) اور کیشی (سورج وغیرہ روشن اجرام) اور یش (ست کیرتی یعنی سچی ناموری وشہرت) اور آتما (جیو) اندر (سورج) اور اگنی (اجرام گرم) یہ سب جسکے گربھہ یعنی سامرتھہ (قدرت) مین ہون وہ ہرنیہ گربھہ پرمیشور ہے - اس قسم کی بہت سی مثالین ہین لیکن بخوف طوالت ایک ہی پر اکتفا کرتے ہین - سوامی جی نے اپنی تفسیر وید مین جابجا علماے یوروپ کے طریقہ تعبیر کی مضحکہ خیز غلطیان ظاہر کرکے اونسے جواب طلب کیا ہے لیکن سوامی جی کے اعتراضات کے جواب دینے کے لیے نہ تو ان مغربی ودوانون نے ہی کروٹ لی اور نہ اونکے ہندوستانی مقلدون سے مس ہوے - دونون ہی میدان سے ہٹ گئے اور بے تعلقی اور بے پروائی کے گوشہ عافیت مین پناہ گزین ہوے - کم از کم پروفیسر میکس مولر کے لیے اور کوئی چارہ کار ہی نہ تھا کیونکہ زبان کی اصلیت پر بحث کرکے خود پروفیسر ممدوح نے اسی راے کا اظہار کیا ہے - پروفیسر ممدوح فرماتے ہین -

ابتدائے آفرینش مین انسان نہ تو درخت کا نام رکھہ سکتا نہ جانور کا
نہ دریا کا اور نہ کسی اور شے کا جس سے اوسکو تعلق ہوتا اگر وہ اوسکو اور
شے مین جسکا نام رکھنا مقصود تھا کوئی ایسا عام وصف دریافت نہ کرلیتا
جو اوس شے کے لیے سب سے زیادہ مخصوص ہو۔ زبان کی ابتدائی حالت
مین گھوڑے کا نام رکھنے کے لیے کوئی ایسا لفظ ہی کافی ہوتا جو اوسکی ہنہناہٹ
کو ظاہر کرتا۔ لیکن اس طریقے مین ہماری زبانون کے الفاظ وضع نہین کیے گئے
آریون نے جو نام گھوڑے کا تجویز کیا اوس سے ہنہناہٹ کا اظہار نہین ہوتا
اونکو جو وصف گھوڑے کا سب سے نمایان نظر آیا وہ اوسکی تیزی و تیز رفتاری
تھا۔ پس سنسکرت مین اوسکا نام اشو (دوڑنے والا تیز رفتار) تجویز کیا گیا ہے
جو مادہ (اشو) سے نکلا ہے جسکے معنی ہین "تیز یا تیز رو ہونا"، (اسی مادے
سے لاطینی زبان کے کئی الفاظ مشتق ہوے ہین۔ "ایکس"، بمعنی تیز کرنا کسی
دھاردار آلہ کو "ایسر"، بمعنی پھرتیلا۔ تیز۔ دور اندیش و عیار "ایکری منی"
بمعنی خیال یا کلام کی تلخی یا درشتی تندی "کیوٹ یا اکیوٹ"، بمعنی چست۔
ذہین و زیرک)۔ اسی سنسکرت "اشو"، سے "اشروا"، بمعنی گھوڑی مشتق
ہوا ہے اور اسی سے لاطینی زبان کا "اکوس"، یونانی زبان کا "اکس"
اور پرانی سکسن زبان کا "اہو"، علےٰ ہذا ہم جا ہے جتنے الفاظ کی پڑتال
کرین نتیجہ ایک ہی برآمد ہوگا۔ یعنی یہ کہ وہ الفاظ کسی ایسے عام وصف کو
ظاہر کرتے ہونگے جو اوس شے کی بابت جسکے موسوم کرنے کی غرض سے
الفاظ مذکور وضع کیے گئے ہین مخصوص سمجھا گیا *

* میکس مولر کے لیکچر علم زبان پر جلد ۲ صفحہ ۶۴۔

کٹر ہندوؤن سے مقابلہ

لیکن کٹر ہندوؤن سے جو لڑائی ہوئی اوسمین خوب مقابلہ آرائیاں ہوئین - سوامی شنکر آچاریہ کے بعد مذہبی میدان جنگ مین کوئی ایسا قومی اور علم وفضل سے مسلح جنگجو نہین آیا تھا شنکر کی طرح جو موجودہ ہندوؤن کے آباو اجداد کے دھرم کو بدھ مذہب کی دستبرد سے چھوڑا گیا سوامی دیانند بھی بال برمھچاری تھے جنہون نے اپنے برہمچریہ (تجرد) کا سارا زمانہ نہایت ہی اعلے اور مفید کامون مین صرف کیا تھا سوامی شنکر اچاریہ کو پرچار کے آغاز ہی مین موافق حالات پیش آ گئے تھے اور یہی باعث تھا کہ تھوڑی ہی زندگی مین اونھون نے بڑا کام کر دکھایا مگر سوامی دیانند کو شروع ہی شروع مین بہت سی دقتون کا سامنا کرنا پڑا اس کمی کی تلافی یون ہو گئی کہ سوامی شنکر اچاریہ سے سوامی دیانند کی عمر زیادہ ہوئی - ناظرین کو معلوم ہوگا کہ شنکر کا انتقال صرف بتیس سال کی عمر مین ہو گیا تھا لیکن سوامی دیانند کی عمر اوس وقت ہی چالیس سال سے متجاوز تھی جب اونھون نے اصلاح کا کام شروع کیا تھا صفحات تواریخ مین دونون مہاتماؤن کے نام بطور دیوتاؤن کے محفوظ رہینگے دونون ہی عین موقع پر ہندوؤن کو شرک و الحاد کے تاریک غار مین گرنے سے بچانے کے لیے نمودار ہوئے اور اتفاق دیکھیے کہ دونون مہاتماؤن کو دھوکے سے زہر دیکر ہلاک کیا گیا -

ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ سوامی شنکر اچاریہ کے بعد کوئی ایسی مذہبی جنگ نہین ہوئی تھی جسمین اسقدر جوش اور سرگرمی کا اظہار کیا گیا ہو - ایک طرف کٹر ہندوؤن کی ساری طاقت تھی جسکو اونکی دولتمندی اور رسوخ نے اور بھی بڑھا دیا تھا - دوسری طرف تن واحد

سنیاسی تھا جسکو کسی مادی طاقت کا سہارا نہ تھا - اب سنیے کہ اس دلاور سنیاسی نے بنارس کے ہندو پنڈتون کو ایک دو بار نہین بلکہ سات مرتبہ چیلنج دیا کہ آئین اور اپنے عقیدون کو اونکے روبرو ثابت کر دکھائین - لیکن صرف ایک مرتبہ یہ چیلنج منظور کرنے کی جرات ہوئی اور اوسکا بھی نتیجہ یہ ہوا کہ جب اِن بنارسی پنڈتون کو سوامی دیانند کے براہین و دلائل کو رد کرنا اپنے امکان سے باہر نظر آیا تو اونھون نے ایک چال چلی - اِن پنڈتون کا دعوے تھا کہ ویدون کی رو سے بھی مورتی پوجا (بت پرستی) جائز ہے - سوامی جی نے کہا کہ اس دعوے کے ثبوت مین کوئی وید منتر پیش کرو - پنڈتون نے گرہیہ سوتر کے ایک قلمی نسخے کے چند صفحات پیش کر دیے - اس وقت شام ہو گئی تھی اور روشنی کا انتظام نہین ہوا تھا - جون ہی سوامی جی نے صفحات مذکور کو بغور دیکھنا شروع کیا - پنڈت اور اونکے ساتھی شور و غوغا کرتے ہوے کھڑے ہو گئے اور فتح کے نعرے بلند کرتے ہوے چل دیے - اس ناشایستہ حرکت کے بعد بھی بنارس کے فاضل پنڈتون نے سوامی دیانند کے طریقہ تفسیر وید کو غلط ثابت کرنے کے لیے کوئی کتاب اب تک شائع نہین کی ہے اور نہ اونھون نے مورتی پوجا کی تائید مین کوئی وید منتر پیش کیا ہے - بلکہ وہ خود بھی اپنے ہم خیالون کے رفتہ رفتہ اون اصولون کے قائل ہوتے جاتے ہین جنکی سوامی جی بڑی ہمت و استقلال کیساتھ اشاعت کرتے رہے

دیگر مخالفین سے مقابلہ

سوامی دیانند کو دیگر مذاہب کے پیروون سے بھی مقابلہ کرنا پڑا - انھون نے مولویون اور پادریون سے مباحثے کیے جنسے مذہبی دنیا مین ہل چل مچ گئی کیونکہ اس سے پہلے بھولے بھالے اور

ضعیف الاعتقاد ہندو اسمین اپنی کسرشان سمجھتے تھے کہ غیر مذہب والون سے مذہبی مضامین پر گفتگو کرین مشہور و معروف پادری ریورینڈ ڈاکٹر اسکاٹ صاحب سے سوامی دیانند کا جو مباحثہ ہوا تھا وہ قابل ملاحظہ ہے۔ *

ناظرین ضرور اوسکے پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائین۔ ہم اونھین یقین دلاتے ہین کہ سوامی دیانند کی زندگی کا باقیماندہ حصہ آریہ سماج کی تاریخ کا ایک حصہ ہے کیونکہ اونکی ہستی آریہ سماج سے علیحدہ نہ تھی۔ ویدون کی تعلیم کو ازسرنو پھیلانے ضعیف الاعتقادیون کی بیخکنی کرنے اور ورنون اور آشرمون کو قایم کرنے کے لیے اونھون نے شبانہ روز کوشش کی۔ تجرد اور پرہیزگاری پر وہ بہت زور دیتے تھے جس سے اونکی مراد یہ تھی کہ مرد کم از کم پچیس سال کی عمر تک اور عورت کم از کم سولہ سال کے سن تک مجرد (برہمچاری) رہے اور جملہ منشیات و گوشت و محرکات سے ہمیشہ پرہیز رکھے۔ اونھون نے بتایا کہ بواہ (شادی) کا مقصد تندرست اولاد کا پیدا کرنا ہے نہ کہ شہوت رانی۔ اپنے اقوال کی تائید مین اونھون نے رشیون منیون کی ہدایات پیش کین جو کسی زمانے مین ہمارے آبا و اجداد کی دستور العمل تھین اور جنپر عمل کرنے سے ہماری بہت سی تکالیف و مصائب کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ جہان کہین سوامی دیانند تشریف لے گئے اونھون نے ویدون کے منزہ عن الخطا ہونے کی بابت اعلان دیے اور کل مذاہب کے پیروون کو مدعو کیا کہ اگر وہ ویدون کو غلطیون سے پاک نہین سمجھتے تو آئین اور حق و باطل کا فیصلہ کرلین۔ جس شہر یا قصبے مین سوامی جی جاتے تھے وہان ایک

* یہ مباحثہ لفظ بلفظ لکھہ لیا گیا تہا اور اب چھپا ہوا بکتا ہے۔

تہلکہ مچ جاتا تھا اور لوگ ہزارون کی تعداد مین اونکے لیکچر سننے کے لیے جمع ہوجاتے تھے - کئی مقامات پر لوگون کے دلون پر سوامی جی کے پُرصداقت لیکچرون کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ اونھون نے علانیہ طور پر اپنے بت جنگلی وہ پرستش کرتے تھے - گنگا مین پھینک دیے اور ویدک دھرم کی پیروی اختیار کی -

راجپوتانہ کا دورہ اور سوامی جی کی موت

اپنی زندگی کے اختتام کے قریب سوامی دیانند نے راجپوتانہ کا دورہ کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہپورہ، مسودا اور دیگر ریاستون کے راجے اونکے معتقد ہوگئے - ۱۸۸۳ء مین آپ اودیپور تشریف لے گئے جہان کے فرمانروا مہارانا سجن سنگھ جی سوامی جی کے علم و فضل اور اپدیشون سے بہت متاثر ہوے - اب سوامی جی کی شہرت جودھپور مین پہنچی اور کرنل سر پرتاب سنگھ جی (حال فرمانروائے ریاست ایدر) نے اونکو جودھپور تشریف لیجانے کے لیے مدعو کیا - سوامی جی نے یہ دعوت قبول کرلی اور آپ جودھپور پہونچ گئے - یہان آپ ایک نہایت ہی کمینہ اور مکروہ سازش سے سخت جسمانی تکلیف مین مبتلا کیے گئے جو آخرکار آپکی جان ہی لیکر ٹلی - کہتے ہین کہ ایک طوائف نے جسکا تعلق مہاراجہ جودھپور سے تھا - سوامی جی کی تعلیم سے مہاراجہ پر اپنا رسوخ کم ہوتے دیکھکر سوامی جی کو زہر دلوادیا - سوامی دیانند ۳۰ - اکتوبر ۱۸۸۳ء کو اجمیر مین گایتری منتر کا جاپ شانتی کے ساتھ کرتے ہوے چل بسے -

اپنی موت سے کچھ دیر پہلے سوامی جی نے وصیت کی کہ اونکی تمام جایداد ایک کمیٹی کے جسکا نام پروپکارنی سبھا ہے اہتمام سے ذیل کے کامون مین لگائی جاے -

(۱) وید - ویدانگ اور اونکی تفسیرون کی اشاعت -

(۲) عام اُپدیشکون (واعظون) کے ذریعے ویدک دھرم کا پرچار۔
(۳) غریبون اور یتیمون کی پرورش اور تعلیم۔

کمیٹی مذکور مین جسٹس راناڈے مرحوم اور دیوان بہادر رگھناتھ راو جیسے سربرآوردہ اشخاص شامل تھے لیکن اس مقدس وصیت کے اوصیا نے اپنے فرض کو کافی جوش اور دلچسپی سے ادا نہ کیا اور درحقیقت اونہون نے کوئی کام کرکے نہین دکھایا۔ بجز اسکے کہ اجمیر کے ویدک پریس اور دیانند اناتھالے (یتیم خانہ) کو قایم رکھا۔

سوامی دیانند کی تصانیف سوامی دیانند نے سنسکرت اور ہندوستانی زبانمین یجروید مکمل اور رگ وید کے (منجملہ آٹھہ اسٹکون کی) پانچ اسٹکون کی تفسیر لکھدی ہے اونہون نے سنسکرت کے صرف و نحو اور علم الٰہی پر بھی بہت سی کتابین لکھین جنمین سے دو کتابین بہت مقبول ہوئین یعنی "ستیارتھ پرکاش" اور "وید بھاشیہ بھومکا"۔ کتاب اول الذکر مین ویدک دھرم اور ہندستان کے دیگر مذاہب کی محققانہ پڑتال کیگئی ہے یہ کتاب ابتداءً ہندستانی زبانمین لکھی گئی تھی لیکن اوسکا ترجمہ انگریزی۔ بنگالی۔ اردو گورمکھی اور مرہٹی زبانون مین ہوچکا ہے۔ کتاب ثانی الذکر یعنی وید بھاشیہ بھومکا تفسیر وید کی تمہید ہے اس کتاب کا ترجمہ ہندی اور اردو مین ہوچکا ہے اور انگریزی ترجمہ تیار ہو رہا ہے

کتاب سنسکار ودھی مرتبہ سوامی دیانند مین اون سولہ سنسکارون (لازمی رسوم) کا بیان ہے جنکا ادا کرنا ہر ایک وید کے معتقد کا فرض ہے۔ سوامی جی نے (ویدانگ پرکاش) لکھکر اپنے سنسکرت کی صرف و نحو کے کمال کا ثبوت دیا ہے۔ فی الواقع سوامی دیانند ایک کثیر التصانیف مصنف تھے جنکی مکمل اور قابل قدر تصانیف بحیثیت مجموعی ہزارون صفحون مین ختم ہوئی ہین۔ *

* یہ کتابین اور آریہ سماج کے متعلق دیگر کتابین ویدک پریس اجمیر۔ آریہ سماج لاہور۔ ایرین پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور۔ اور بھارت لٹریچر کمپنی لمیٹڈ لاہور سے دستیاب ہوسکتی ہین۔

مراسلات

راجپوت شدھی سبھا

آج اس بھارت ورش مین ہزارہا لکھو کھا راجپوت جنھون نے زمانہ سلطنت اسلامیہ مین جبراً یا بطیب خاطر بذریعہ لالچ یا گردش زمانہ سے مذہب اسلام کو قبول کیا تھا اسبات کے خواستگار ہین کہ اپنے پہلے مذہب اور اپنی برادری مین شامل کیے جاوین یہ کہنا شاید صحیح نہین ہے کہ وہ مذہب اسلامیہ کو ترک کرنا چاہتے ہین۔ چونکہ حقیقت مین اونھون نے مذہب اسلام کو بطور مذہب کبھی قبول نہین کیا تہے گو عرصہ دوسو یا ڈھائی سو برس کا گذر گیا لیکن اونھون نے کسی اصول اسلامیہ پر عمل نہین کیا اور تمام رسومات وظاہری طریقے ہندوون کیسے ابتک چلے آتے ہین بلکہ یہانتک یہ لوگ اپنے اصولون مین مضبوط ہین کہ اونہون نے مسلمانونکے ہاتھ کا کھانا توکیا چھوا ہوا پانی بھی نہین پیا اور شادی وغیرہ ان لوگونکی اوسیطور پر ہوتی چلی آتی ہین جیسی کہ راجپوتون مین ہوتی ہین بلکہ یہ کہنا ٹھیک ہے کہ یہ لوگ شکل وطریقہ عمل سے زیادہ ہندو معلوم پڑتے ہین بہ نسبت اون ہندوون کے جو کہ اصلی ہندو ہونیکا فخر کرتے ہین ان لوگون کی خواہش ایک بہت عرصے سے اسبات کی چلی آتی ہے کہ اون لوگون کو پہلی برادری والے اپنے مین شامل کرلین اورمسلمانی نام کا دھبہ جو اونپر لگا ہوا ہے چھوٹ جاے مگر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ اس بھارت ورش مین اسقدر اندھکار چھایا ہوا ہے کہ کوئی سوسایٹی اس قسم کی ہونا تو درکنار ہے کہ جو ان لوگون کو برادری مین واپس لیکر بھائی کہکر پکارلے کوئی انکے دکھ مین شریک ہوکر ہمدردی ظاہر کرنے والا نہین تھا اسی قسم کے راجپوت مسلمانون مین سے ایک خاندان تھا جسکے سردار ٹھاکر بھوپ سنگھ و کنور بلونت سنگھ سینگر

راجپوت رئیس موضع نیتھرا ضلع اٹاوہ مین تھے یہ صاحب بہت عرصہ سے اسبات
کی کوشش کر رہے تھے کہ مع اپنے دیگر بھائیونکی جنکی تعداد ایک بہت بڑی تھی
اپنی بھائیون مین ملکر پھر راجپوت کہلاوین لیکن ایسے بہت کم شخص تھے کہ جنہون
نے انکے ساتھہ ہمدردی ظاہر کی کچھہ عرصہ سے ضلع بلند شہر مین ایک راجپوت سبھا
قایم ہوئی ہی جسکے پریسیڈنٹ کنور تارا سنگھ صاحب رئیس جہانگیر آباد ہین دھنیہ ہین
ممبران اس سبھا کو کہ جنہون نے کنور بلونت سنگھ جی کی درخواست پر اس غرض کے
واسطے توجہ کی اور عرصہ پانچ چھہ ماہ کا ہوا کہ بمقام عنایت پور ضلع بلند شہر مین قریب
پانچ چھہ ہزار راجپوتون کے اکٹھا کر کے یہ طے کر دیا کہ کنور بلونت سنگھ و انکی برادری
کے دیگر راجپوتان ہندوستان جو ایسے بندھن مین مبتلا ہین انکو برادری مین لیکر
انکے ساتھہ برادرانہ برتاؤ کیا جاوے اس معاملہ مین زیادہ شکریہ کے قابل ٹھاکر سمیر سنگھ
سکریٹری راجپوت سبھا ضلع بلند شہر ٹھاکر رامدیال سنگھ صاحب شاستری دھرم نواسی و
ٹھاکر ہربخش سنگھ صاحب رئیس ثابت گڈھ و ٹھاکر رام پرشاد سنگھ صاحب وکیل بلند شہر و ٹھاکر
مہابیر سنگھ صاحب رئیس چاندوکھہ سمرکشک سبھا ممبران راجپوت سبھا ٹھاکر کرپارام سنگھ
صاحب مینی وال ضلع ہوشیارپور ملک پنجاب و پنڈت مراری لال شرما جی سکندرآبادی
ودھاشیہ دھرم بیر سنگھ جی ہین جنکی پوری کوشش سے یہ کامیابی حاصل ہوئی اور یہ
بھی طے ہوا کہ ایک راجپوت شدھی پرچارنی سبھا اس کاریہ کو باقاعدہ چلانیکے واسطے
استھاپت کیجاوے چنانچہ کنور اودے بیر سنگھ صاحب بیرسٹر ایٹ لا آگرہ پریسیڈنٹ
اور ٹھاکر کرپارام سنگھ سکریٹری ٹھاکر سمیر سنگھ جی جائنٹ سکریٹری نیت کیے گئے
اس سبھا کا پہلا کاریہ مقام موضع کیورپورہ ضلع مین پوری مین ۲۱ اگست ۱۹۱۰ع
کو ہوا جسمین ایک چوہان خاندان کی شدھی جو نو مسلم راجپوت کے نام سے پرسدھ
تھے بر مکان ٹھاکر دولا سنگھ جی معہ ہون و [illegible]

ہندو مذہب برادری مین واپس لیے گئے اور اس جلسہ مین قریب پانچ چھ سو
کے بہت بہت دور سے آئے ہوئے ہندو مہاشیہ اپستھت تھے ان سب لوگون
نے ٹھاکر دولار سنگھ وغیرہ کو ویدک طریقے سے شدھ کرکے برادری مین ملا کر اونکے
ہاتھ سے بھوجن کیا اور اوس روز شام کو تمام راجپوت برادری نے جو کہ
وہان اپستھت تھے ٹھاکر دولار سنگھ وغیرہ کی استریون کے ہاتھ کا پکا ہوا بھوجن
کیا اور بہت سے راجپوتون نے اونکا حقہ بھی پیا یہ کہدینا یہان بیجا نہ ہوگا کہ
یہ کارروائی اپنی قسم کی پہلی کارروائی تھی جسمین اس آزادی کے ساتھ سب
لوگون نے نومسلم راجپوتون کے ساتھ اپنی ہمدردی ظاہر کی اور اونکو ننگ
اسلام کے برائے نام قید سے نکال لیا - گوکہ یہ سبھا کسی خاص فرقے سے
خاص طور پر سمبندھ نہین رکھتی تاہم یہ بات غیر مناسب نہ ہوگی کہ اون لوگون کا
شکریہ ادا کیا جاوے کہ جن لوگون نے اسمین مدد دیکر کامیابی مین سہایتا
دی اسلیے ممبران آریہ سماج وخاصکر بابو شیام سندر لال بی اے وکیل
پریسیڈنٹ آریہ سماج مین پوری کا جنہون نے پورے طور پر سہن کرکے
اس کاریہ کو سپھلتا پوربک سماپت کرایا - شریمان پنڈت پیارے دت جی مصر
نو ہر نواسی کا شکریہ ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے جو کچھ سہایتا اونہون
نے اس کاریہ مین دی وہ بیان سے زیادہ ہے -

دوسرا جلسہ اس سبھا کا برمکان کنور بلونت سنگھ رئیس بنتھر ضلع
اناوہ تاریخ ۶ نومبر ۱۹۰۹ء کو ہوا اس جلسے مین بھی قریب پانچ چھ سو
مہاشیون کے تعداد تھی اور بہت سے راجپوت ضلع بلند شہر اور دیگر
اضلاع کے آئے ہوئے تھے اسمین تین سو چھپن نومسلم راجپوت بعد ہون
ویگیوپویت سنسکار کے برادری مین واپس لیے گئے کنور بلونت سنگھ جی

کے مکان پر قریب پانچ چھہ سو آدمیون نے اونکے ہاتھہ سے بہوجن
کیا جسمین برہمن۔ کشتریہ۔ ویش سب ہی موجود تھے شام کو تمام
راجپوتون نے جو وہان موجود تھے اونکے گھر کا بنا ہوا بھوجن کیا اور حقہ
اونکے ساتھہ پیا سب سے زیادہ خوشی کا موقع یہ ہے کہ بہت سے راجپوتون
نے اس جلسے مین اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ وہ ٹھاکر بلونت سنگھ
و دیگر شدھ ہوے بھائیون سے شادی بیوہار کرنے کو فوراً طیار ہین اور
درحقیقت طیار ہو کر ہی وہ شریک جلسہ ہوے تھے بعض بعض کے ساتھہ
وہ لڑکے بھی موجود تھے جنکی شادی وہ اوس وقت کرنے کو طیار تھے۔
اور رہین۔ بہت نومسلم بھائی اس غرض سے شریک جلسہ ہوے تھے تا کہ
معلوم کرین کہ کنور بلونت سنگھ کو پورے طور پر برادری مین شریک کرتے ہین
یا نہین۔ وے بہت خوش ہوے اور اپنی شدھی کی درخواستین سبھا مین
دین جسمین ایک درخواست ضلع ایٹہ تعداد ۴۸ ایک ضلع اٹاوہ تعداد
قریب دو سو دو ضلع کانپور تعداد قریب پانچ سو ایک ضلع اوناو تعداد
۵۰ اپیش ہوئین لہذا ٹھاکر زہر سنگھ ساکن بسواڑہ ضلع اٹاوہ کی درخواست
جسمین دو سو کے قریب آدمی شامل ہین ۳۱ دسمبر ۱۹۰۷ء کے واسطے
منظور کیگئی یہ موضع بسواڑہ اسٹیشن اٹاوہ سے ۲ میل پر ہے آنیوالے اصحاب
کے واسطے اسٹیشن اٹاوہ پر معقول بندوبست سواری کا کیا گیا ہے جو صاحب
تشریف لائین ۳۰ دسمبر کو اسٹیشن پر پہونچین دیگر درخواستون پر جو تاریخین
ڈالی جائینگی اونکی اطلاع بعد مین دیجاویگی۔ امید کہ اس مہان کاریہ مین
تمام ہندوستان کے ہندو۔ آریہ ماتر سہایتا کرین۔

کنور اودے بیر سنگھ بیرسٹرایٹ لا پریسیڈینٹ راجپوت شدھی سبھا

اندرا اور ہم

رسالہ اندر ماہ نومبر مین اڈیٹر صاحب نے آریہ سماچار ماہ ستمبر کے مضامین کو نقل کر کے ایک سبھاسد آریہ سماج کانپور کی چٹھی اِس عنوان سے شائع کی ہے کہ "آریہ سماچار اور آریہ سماج کانپور کے سبھاسد کی غلط بیانی" اور اسپر طرہ یہ ہو کہ آپ فرماتے ہین کہ ہم اپنی طرف سے فی الحال کوئی نوٹ نہین دیتے - آریہ سماج کانپور کے پہلے سبھاسد کے مضمون کو آپنے اِس نوٹ کے ساتھ شائع کیا ہے کہ بعض اصحاب اوسکو ہیچ گو یہ سے ہی زیادہ گندہ سمجھین گے - خیر - نوٹ نہ سہی چٹکی سہی ع ہمرچہ از دوست میرسد نیکوست ٭ ہمکو خوشی ہو کہ ہماری التجا جو ہمنے مضمون سابق مین کی تھی اسقدر گویا مقبول ہوئی کہ اڈیٹر صاحب نے پہلے مضمون کی طرح کوئی دوسرا اگر یا گرم مضمون نہین لکھا بلکہ ہماری غلط بیانی کو ہی پبلک پر ظاہر کرنے مین اکتفا کی - اسلیے ہم اڈیٹر صاحب کے مشکور ہین - ہمنے غلط بیانی کی یا نہین کی دونون صورتون مین ہم شکر گذار ہین - پہلی صورت مین اسلیے کہ ہمکو اپنی غلطی معلوم ہوگئی - دوسری صورت مین اسلیے کہ اندر کو تسلی ہوگئی اور دل کا غبار نکل گیا - چونکہ اپنے دوست کی تسلی مقصود ہو اسلیے ہم اپنے متعلق کچھ عرض نہ کرکے سکریٹری آریہ سماج کانپور کا ایک مراسلہ شائع کرتے ہین جس سے ہمارے دوست کو ہماری پہلی استدعا کی وقعت بخوبی محسوس ہوگی کہ اچھا ہوتا کہ وہ براہ راست کانپور سماج سے صحیح حالات دریافت کرنے کے بعد اپنے قلم کو تکلیف دیتے جو چٹھی اندر نے بابو جیون لال کے نام سے شائع کی ہو اوسکی چٹھی کو پڑھکر ہمکو حیرت ہوئی - برائے خود ہمکو یہ باور کرنے مین تامل ہو کہ خود بابو جیون لال نے ہی وہ چٹھی لکھی ہو - ہمنے بابو جیون لال سے اس بارہ مین تحریراً دریافت کیا ہو مگر چونکہ غالباً وہ بوجہ دورہ پر ہونیکے عدیم الفرصت ہین ہنوز کوئی جواب عنایت نہین کیا - سکریٹری آریہ سماج کانپور نے دو چٹھیان اپنے مراسلہ کے ہمراہ بھیجی ہین وہ ہمارے خیال مین ہمارے معزز معصر اندرا اور پبلک کو یہ یقین دلانے

کے لیے کافی ہین کہ آریہ سماچار نے یا اوسکے نامہ نگار نے کوئی غلط بیانی نہین کی اور اگر بابو جیون لال کو واقعی ایسا خیال گذرا تو اونکی یہ غلط فہمی ہی اور اونہون نے بھی اندر کیطرح یہ غلطی کی کہ قبل اسکے کہ وہ اڈیٹر آریہ سماچار سے یا عہدہ داران کانپور سماج سے دریافت کرکے اپنا اطمینان کر لیتے اخبار مین ایک تحریر بھیجنے مین عجلت کی سکرٹیری آریہ سماج کانپور نے اپنے انترنگ سبہا کے کچہہ رزولیوشن بھی اپنے مراسلہ کی ہمراہ بھیجے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ بیچگویہ کو شدھی کا لازمہ قرار نہین دیا گیا تھا اور انترنگ سبہا کو بھی اوس چٹھی پر جو بابو جیون لال کے نام سے شائع ہوئی ہی حیرت ہوئی ہی لیکن ہمارے خیال مین پنڈت بدری دت جی اور بھگوت پرشاد جی کی دو چٹھیان اس بحث پر کافی روشنی ڈالتی ہین اور اونہین کے شائع کرنے پر ہم اکتفا کرتے ہین

اڈیٹر

سکرٹیری آریہ سماج کانپور کا مراسلہ

نمستے

بخدمت اڈیٹر آریہ سماچار کانپور۔

کرپا کرکے مفصلہ ذیل مضمون کو اپنے اخبار مین درج کرکے مجھے ممنون فرمائیے

بھگوت پرشاد کی شدھی کے متعلق غلط بیانی

مین بحیثیت سکرٹیری آریہ سماج کانپور اپنا فرض سمجھتا ہون کہ بھگوت پرشاد کی شدھی کی متعلق صحیح حالات پبلک کے روبرو پیش کرون - مین جناب فیضماب مہاشے دہرمپال جی کا ان تمام شایستہ اور مہذب الفاظ کیلیے مشکور ہون جو اونہون نے رسالہ اندر ماہ ستمبر ۱۹۰۸ع مین میرے اور دیگر ممبران آریہ سماج کانپور کی نسبت اپنے قلم گوہر بار سے تحریر فرمائے ہین اور اوسکے بارے مین میری اونسے صرف یہ درخواست ہے کہ

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین مین اگر عرض کرونگا تو شکایت ہوگی

مجھے افسوس ہی کہ کیون آریہ سماج کے کسی ممبر نے صرف اصولی بحث پر اکتفا نکرکے جناب فیضماب مہاشے دہرمپال جی کے جواب مین بعض ذاتی حملون سے کام لیا۔ کیونکہ کسیکا دل دکھانا برا ہی کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود دل راشکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

بیشتر اسکے کہ نقول کارروائی انترنگ سبہا و چند خطوط درج کیے جاوین مجھے ناظرین

کی توجہ دتین امور کیطرف مائل کرتا ہے -

(۱) بتاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۰۷ع مجھے بمواجہہ دیگر معزز ممبران بابو بھگوت پرشاد کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ ۱۶ نومبر سے قریبًا دو ہفتہ قبل جناب فیضماب مہاشے دہرمپال جی نے بھگوت پرشاد سے تین چار سوالات متعلق شدھی کی جوابات طلب کیے تھے اور بھگوت پرشاد نے اپنے جواب ہیں یہ تحریر کیا تھا کہ اونکو کو برا اور گو موتر شدھی میں استعمال نہیں کرایا گیا -

(۲) رسالہ اندر بابت ماہ نومبر ۱۹۰۷ع جسمیں بابو جیون لال کی چھٹی چھپی ہی کانپور میں قریب تاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۰۷ع کو موصول ہوا - یہ امر کہ جناب فیضماب مہاشے دہرمپال جی کیلیے خود بھگوت پرشاد کی چھٹی پانیکے بعد کیونکہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ چھٹی شریمان مہاشے جی کے پاس کیون نہ پہونچی ہو اور اگر چھٹی نہ پہونچی تو غالبًا شریمان مہاشے جی موصوف بھگوت پرشاد کو یاد دہانی کراتے) کہانتک یہ مناسب تھا کہ بلا تحقیقات مزید شریمان " آریہ سماچار اور آریہ سماج کانپور کے سبھاسد کی غلط بیانی " کے عنوان سے کوئی تحریر شائع کرتے پبلک کے انصاف پر چھوڑتا ہون -

(۳) بابو جیون لال اسکے قبل کسی ضرورت سے گورو کل ہردوار تشریف لیگئے تھے - مجھے اور دیگر احباب کو یہ یقین واثق ہی کہ چھٹی مذکور کی عبارت بابو جیون لال کی لکھائی ہوئی نہیں ہے گو نفس مطلب بابو جیون لال نے بتلایا ہو یا کسی مضمون کی نقل کر دی ہو - میرا منشا یہ ہے کہ بابو جیون لال ویسی اردو کی عبارت نہیں لکھتے جیسی کہ چھٹی مذکور کی ہے ؛

مین جناب فیضماب مہاشے دہرمپال جی سے امید کرتا ہون کہ آئندہ اتہامات کو بالاے طاق رکھکر صرف اصولی امور پر بحث کیجاویگی جسکی طرف مجھے افسوس ہی کہ ابتک جناب فیضماب مہاشے دہرمپال جی نے اپنی توجہ منعطف نہین کی ہی -

" پاکھنڈی لعنتی قابل دھکار
راکشس سنتان نالایق - دشمانی
اور شرمناک کرتوت کا مرتکب - گوبر کھانے
والے اور پیشاب پینے والے آریون "
(حسب قول جناب فیضماب مہاشے دہرمپال جی) مین سے
ایک آریہ سماج کانپور کا سیوک

۲۹ نومبر ۱۹۰۷ع جوالا پرشاد - بی اے ایل ایل بی

نقل چٹھی بھگوت پرشاد - بخدمت جناب پریسیڈنٹ صاحب آریہ سماج کانپور - شدھی مین گو موترا ور گوبر نہین دیا گیا - میرا پیشتر سے ایسا خیال تھا کہ یدی دیا جاویگا تو مین استعمال مین نہین لاؤنگا - میری موجودگی مین دودھ دہی گھرت ملائی گئی تھی یہی چیزین میری استری کو بھی دیگئی تہین - دستخط - بھگوت پرشاد - ۱۶ نومبر ۱۹۰۷ء

اقتباس از چٹھی پنڈت بدریدت جی اوپدیشک

شری مانیہ ور پریسیڈنٹ صاحب آریہ سماج کانپور

نمستے - مین تحریر ہذا کے ذریعے سے آپ کو اطمینان دلانا چاہتا ہون کہ تاریخ ۷ جولائی ۱۹۰۷ء کو مسمے بھگوت پرشاد کی شدھی اور سنسکار کے متعلق جو مندر آریہ سماج واقع ٹھنڈی سڑک کانپور مین ہوئی تھی کل کارروائی میری موجودگی اور اہتمام سے عمل مین آئی اور مین نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ اس موقع پر گوبر اور گو موتر کا استعمال ہرگز ہرگز نہین ہوا -

آپکا شبھ چنتک

بدری دت شرما اوپدیشک - تاریخ ۲۵ نومبر ۱۹۰۷ء

سماجک و عام خبرین

آریہ سماج کانپور اور لالہ لاجپت رائے کی آمد

۲۴ نومبر ۱۹۰۷ء کو آریہ سماج کانپور کی معمولی کارروائی کے بعد لالہ لاجپت رائے کی آمد کی خوشی مین پریسیڈنٹ سماج نے نہایت موثر و دلکش تقریر کی جسکا صرف خلاصہ ہم ہدیۂ ناظرین کر سکتے ہین - آپنے اپنی تقریر ایشور پرارتھنا سے شروع کی اور فرمایا -

چو عاجز رہا نندہ دانم ترا | درین عاجزی چون نخوانم ترا
تو ئی کز شکستم رہائی دہی | اگر بشکنی مومیائی دہی

پورانے زمانہ مین دیوتا منشیہ کی ایک کلاس یا صنف ہوتی تھی - وہ منشیہ جو معمولی منشیون سے اعلےٰ زندگی گذارتے تھے جو ودیا پرا و پکار اور ایشور بھگتی سے موصوف ہوتے تھے اور روشنی کے مرکز ہونے سے دیوتا کہلاتے تھے - ہندوؤن کی ایک مذہبی رسم ہے

جسکو دیوا وٹھانی ایکادشی کہتے ہین۔ آجکل دیو ٹھانی ایکادشی کے منانیوالونکا خیال ہی
کہ دیوتا سال کے کچھ مہینے سوتے ہین اور کچھ مہینے جاگتے ہین۔ معلوم ہوتا ہی کہ یہ اوس
زمانہ کی یادگار ہے۔ جب لبنانون کی وہ جماعت جو دیوتا کے نام سے موسوم تھی جنگلون
مین تپسیا کرتے تھے۔ جب برسات ہوتی تھی اوسوقت رشی لوگ جنگلون سے چلے
آتے تھے اور شہرونکے پاس نواس کرتے تھے اور اوسی وقت شراونی وغیرہ تیوہار ہوتے
تھے۔ برسات کا موسم ختم ہو گیا ہے مگر جنگلون کی زمین ابھی ایسی نہین کہ وہان نواس
کیا جاوے یہ وہ وقت ہے جب دیوتا لوگ شہر کی قربت ترک کرکے شہر بشہر اوپدیش
کرنے کے لیے سفر کرتے تھے اسی خیال سے سال کے خاص موقع پر یہ ایکادشی نامزد
ہوئی۔ دیوا وٹھانی اب بھی ہوتی ہے مگر دیوتا اب نہین رہے۔

امسال کی دیوا وٹھانی ایک مبارک ایکادشی ہوئی۔ امسال فرضی نہین بلکہ
حقیقت مین دیو ٹھانی ہوئی یعنی جس روز سارے ہندوستان مین دیو ٹھانی ایکادشی
منائی جاتی تھی اوسی روز پنجاب کا دیوتا چھ مہینے کے بعد پنجاب کے شہرونکے قریب رہا تھا۔ میرا
مطلب پنجاب کے مشہور شخص پنجاب کی جان اور آریہ سماج کے معزز رکن لالہ لاجپت رائے
سے ہے (چیرز) آپ جانتے ہین کہ شاستر مین شاید منوسمرتی مین یہ کہا گیا ہی کہ راجہ
بھی دیوتا ہی یہ دیوا وٹھانی ایکادشی اسلیے بھی مبارک ہی کہ اسکے قریب ہمارے
ملک معظم کی سالگرہ کا دن تھا (چیرز)

پنجاب کی زمین آج سرسبز ہے۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج اب بارونق ہی سماج کے
پلیٹ فارم اب جگمگا رہے ہین یتیمون کے چہرے آج بشاش ہین۔ مان کا آنچل
خوشی سے اوچھل رہا ہی۔ بھائی کے بازو مین زور ہے اور بیٹا باپ کے قدمون پر سر رکھ رہا ہے
یہ حالت لالہ لاجپت رائے کی آمد سے ہوئی ہی۔ اس خوشی مین آریہ سماج بھی شریک ہے
ایک خصوصیت کیوجہ سے۔ کیونکہ لالہ لاجپت رای کو سماج سے بڑا تعلق تھا آپکو معلوم
ہے کہ آخری وقت سوامی دیانند سرستی نے شانتی کے ساتھ اپنے تئین پرم پتا کے
سپرد کر دیا تھا اور کہا تھا کہ ”ہے ایشور تیری اچھا پورن ہو“ لالہ لاجپت رائے نے
بھی یہ خیال ظاہر کرتے ہوئے کہ ”ایشور جو کچھ کرتا ہی سب اچھا ہی کرتا ہے“
اپنے تئین گورنمنٹ کے سپرد کر دیا تھا۔ لالہ لاجپت رائے کے اعلے کیرکٹر مین آریہ سماج کی ہی ودیش کا اثر تھا
اسلیے بھی آریہ سماج کو خوشی ہی۔ یہ خوشی جو ہم منا رہے ہین وہ پولیٹکل پہلو سے نہین ہے

ایک نیک شخص کی گرفتاری کے متعلق رنج اور اوسکی رہائی پر خوشی کرنا پولیٹیکل نہین ہو سکتا جو لوگ آریہ سماج کے پوزیشن نہین سمجھ سکتے اونسے میری استدعا ہی کہ وہ آریہ سماچار کے اوس مضمون کو جو آریہ سماج اور پولیٹکس کے عنوان سے چھپا ہی پڑھین۔

ہم اسپر بحث نہین کرتے کہ اونکی گرفتاری غلطی تھی یا نہین مگر یہ ضرور کہین گے کہ اون خیالات کے مقابلہ مین جو لالہ لاجپت رائے کے گرفتاری کے متعلق ظاہر کیے گئے تھے۔ اگر کوئی گورمنٹ لالہ لاجپت رائے کو بلا کسی شرط کے آزادی دیکر غلطی کو تسلیم کر سکتی تھی تو وہ برٹش گورنمنٹ ہی ہے۔ اسلیے اگر ہم لالہ لاجپت رائے کو اونکی رہائی پر مبارکباد دیتے ہین تو ہمارا فرض یہ بھی ہی کہ ہم برٹش گورمنٹ۔ لارڈ منٹو۔ اور مسٹر مارلی اسیشن کا بھی شکریہ ادا کرین، وغیرہ وغیرہ۔

بعد پریسیڈنٹ صاحب کی تقریر کے اتفاق رائے سے تجویز ہوا کہ مفصلہ ذیل تار لالہ لاجپت رائے صاحب اور ہزاکسلینسی وائسرائے کی خدمت مین پریسیڈنٹ سماج کی طرف سے روانہ کیے جاوین۔

To

Lala Lajpat Rai.

Arya samaj in its meeting assembled offers its hearty congratulations on your return home.

To His Excellency the Viceroy

Aryasamaj in its meeting assembled offers its humble and sincere congratulations on the auspicious birthday of His most Gracious Majesty and expresses its deep sense of gratitude to His Majesty and His Govt on Lala Lajpat Rai's release.

بذریعہ پرائیوٹ سکریٹری ہزاکسلینسی وائسرائے نے مفصلہ ذیل جواب عنایت فرمایا۔

To President aryasamaj Cawnpore

am directed to convey to you and the Society Viceroy's thanks for your yesterday's telegram

آریہ سماج کانپور نے ایک خاص جلسہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۸ع کو اس غرض سے منعقد کیا تھا کہ
لالہ لاجپت رائے صاحب کی آمد کی یادگار اور خوشی مین ڈی اے وی اسکول
دہرہ دون کی امداد کے لیے اپیل کیا جاوے۔ جلسۂ مذکور مین پریسیڈنٹ سماج نے
نہایت خوبی اور لیاقت سے بہت پر اثر الفاظ مین ایک دلپذیر تقریر کی اور آریہ سماج کے
کامون اور لالہ لاجپت رائے کی خوبیون کو ظاہر کرتے ہوے تعلیم کی ضرورت پر
زور دیا آخر مین ڈی اے وی اسکول دہرہ دون کے لیے اپیل کی جسپر مبلغ [illegible]
چندہ ہوا دو سو تین روپیہ نقد اور تین سو بیالیس روپیہ کا وعدہ

مہاشے پریا لال۔ اڈیٹر آگرہ میگزین اطلاع دیتے ہین کہ شریمان بابو
گوبند پرشاد جی صاحب رئیس فیروز آباد آگرہ کے بڑے بھائی صاحب شریمان بابو
منشی رائے ہر سہاے جی صاحب رئیس فیروز آباد ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ع مین بیکنٹھ باسی
ہوے صاحب موصوف بھی مثل اپنے بھائی کے بڑے دریادل حلیم الطبع فراخ حوصلہ
و دور اندیش و بہی خواہ انسان اور بڑے مذہبی شخص تھے۔ اونھون نے تعلیم نسوان کیطرف
مین بکثرت روپیہ صرف کیا وہ فتح آباد شفاخانہ کے بانی تھے اور ہر قسم کی
ادویات قریب ۲۰ سال تک مفت تقسیم کین۔ آپ ممبر لوکل بورڈ و ضلع
مینوسپل کمشنر تھے۔ آپ کی وفات کا صدمہ ہر ایک شخص کو ہوگا۔ ایشور ان کے
پس ماندگان کو صبر اور خیرات اور ملکی بہبودی کے کامون مین ویسا ہی حوصلہ
عطا کرے۔ ملک کو ایسے تعلیم دوست فراخ حوصلہ صاحبون کی توجہ کی ضرورت ہے
دہرہ دون اسکول اور کنیا پاٹھ شالہ کیطرف ایسے دریا دل اصحاب کی نظر عنایت درکار

یتیم خانہ بھوانی ضلع حصار۔ یہ یتیم خانہ سنہ ۱۸۹۹ع مین قایم ہوا تھا اس آٹھ سال کے عرصہ مین
تقریباً سات سو بچے اسکے ذریعہ پرورش پا چکے ہین۔ یہان بچونکو لکھنا پڑھنا۔ حساب۔ نقشہ
کا کام اور صنعت و حرفت کی بھی تعلیم دیجاتی ہے جس سے وے اپنی آیندہ زندگی کو نہایت آرام سے بسر
کرنیکے قابل ہوجاتے ہین۔ لڑکیونکو بھی تعلیم دیجاتی ہے اور جملہ کارخانگی اونکو سکھلائی جاتی ہین
اور اونکے بالغ ہونے پر اونکی شادی کا مناسب انتظام بھی کیا جاتا ہے اسکے منیجر مہاشہ [illegible] جی
وکیل ہین جنکی حسن کوشش کا یہ نتیجہ ہے۔ خیرخواہان ملک سے اونکی یہ استدعا ہے کہ وہ جہان
کسی یتیم لاوارث محتاج یا اپاہج بچہ کو دیکھین تو فوراً اوسکو یتیم خانہ بھوانی مین بھیجنے کا
انتظام کردین اوسکا کرایہ وغیرہ یتیم خانہ مذکور دیگا امید ہے کہ اس اعلان کے بعد ہمارے اہل ملک

اسکول سماچار

بعض معززاصحاب کی راے

بوشیو پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل علیگڈہ - مینے ہمراہی اپنے بہائی لالہ
پرشاد کے بورڈنگ ہاوس کو دیکہا۔ ہم لوگون نے بورڈرس کو خوش سلیقہ اور نیک رفتار پایا
اونکی نگرانی عمدہ اور معقول طور پر منتظمان بورڈنگ ہاوس کرتے ہین - ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء
کنا تہہ پرشاد صاحب رئیس بریلی - مینے ہمراہی اپنے بہائی منشی رگہبر سہای کے
اے وی ہائی اسکول بورڈنگ ہاوس کو دیکہا اور بورڈرس بچونکو دیکہکر بہت خوش
بچونکی صحت اور تندرستی عموماً بہت اچھی اور اونکی عادتین بہی قابل تعریف معلوم ہوتی ہین
لایق سپرنٹنڈنٹ اور اونکے ماتحتونکی خوش انتظامی کا نتیجہ ہے - ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء
بہن بہاری لال جی ایم اے جج خفیفہ کانپور - مینے اسکول اور بورڈنگ ہاوس
دیکہا اور جو کچہہ مینے دیکہا اور سنا اوس سے مین بہت خوش ہوا - ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء
بنارسی پرشاد مصر وکیل مرادآباد - مینے ہمراہی پنڈت گوبند پرشاد صاحب
دہلی کے اسکول اور بورڈنگ ہاوس کو دیکہا جو کچہہ کہ مینے دیکہا اوس سے مجہے بہت خوشی
پنڈت سیوک رام سپرنٹنڈنٹ بہت محنتی اور عمدہ اصولون کے شخص ہین - مین
بورڈرس کے ساتہہ اونکا پدرانہ برتاو دیکہکر بہت ہی خوش ہوا - مثل اس اسکول کی انسٹیٹیوشنس
موجودہ زمانہ مین سخت ضرورت ہی اور جو انسٹیٹیوشن کہ یہان قایم ہوئی ہی وہ بانیان
کے لیے فخر کا باعث ہی - موجودہ ڈی - اے - وی اسکول مین اون لوگون
ایسے بہی جو دہرم سماجی کہلاتے ہین کوئی بات قابل اعتراض نہین ہی - میری استدعا ہی کہ وے
بہی ایسے عمدہ انسٹیٹیوشن کے ساتہہ ہمدردی کرین - ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء -
بہادر دہنپت رائے صاحب سی آئی ای سردار بہادر - مین نے
اے - وی - ہائی اسکول کو ہمراہی بابو گنگا پرشاد جی سکریٹری اسکول کمیٹی کی
بہر کو معاینہ کیا - اسکول مین تعلیم انٹرنس کلاس تک دیجاتی ہے - لڑکے دیکہنے
تندرست اور مضبوط معلوم ہوتے ہین اخلاقی حالت بہی انکی اچہی ہی - اصول صفائی اور
کا نفاذ سختی کے ساتہہ کیا جاتا ہے اور اوسکی تعمیل قابل تعریف کیجاتی ہی کامیاب شدہ
بہی قابل قدر رہتا ہی اس اسکول کے کام کرنیوالے اپنا کام سچے قومی خیال سے کرتے ہین

انتظام قابل شخصون کے ہاتھہ مین ہی جو کہ اپنی سرگرمی و نفس کشی سے اس انسٹیٹیوشن کے فایدے کے واسطے اپنی تمام طاقتون کے صرف کرنیکے لیے تمام تعریف کے مستحق ہین لڑکونکی تعداد مندرجہ رجسٹر ۲۴۵ ہی اور روزانہ حاضری کا اوسط ۲۲۰ ہی - موجودہ عمارت اسکول کی و بورڈنگ ہاوس کے طلبا مندرجہ رجسٹر کے رہنے اور پڑھنے کے واسطے کافی معلوم ہوتی ہی - لیکن بہت سی تبدیلیان اور اضافہ کی عمارت مین ضرورت محسوس ہوتی ہی کیونکہ لڑکونکی تعداد بڑھتی جاتی ہی اور مین امید کرتا ہون کہ ایسے مفید کامون کیواسطے ہر شخص کی حوصلہ افزائی اور مدد ملک کے مخیر اور فیاض اصحاب کیجانب سے بکشادہ پیشانی بلا تامل کیجاویگی - میرے خیال مین بادشاہ کی وفاداری اور حکام وقت کی تعظیم اور ادب کا خیال قواعد تدریس مین رکھا گیا ہی اور میرے خیال مین یہ امر بہت ضروری ہی اور اون اشخاص نے جو کہ اس انسٹیٹیوشن کے انتظام کے ذمہ دار ہین اسکا بخوبی خیال رکھا ہی - مین تہ دل سے بابو جوتش سروپ جی کو جو کہ مشہور محب قوم ہین اوس کامیابی پر جو اسکول نے زیر نگرانی انتظام اونکی و دیگر منتظمان کے حاصل کی ہے مبارکباد دیتا ہون - مجھکو اس بات کے معلوم ہونیسے بہت خوشی ہوئی کہ مقامی حکام کی ہمدردی اس اسکول کے ساتھ ہی اور وقت ضرورت کے وہ مدد کرنیکو تیار رہتے ہین - ۲۰ نومبر ۱۸۸۶ء

مسٹر پی ڈی جوشی - مینے بورڈنگ ہاوس کو آج ۴ بجے شام کے دیکھا اور ہر چیز کو بہت عمدہ ترتیب مین پایا اس اسکول کے بانی لیکی پورن سنگہ صاحب رئیس زمیندار کرن پور ہوتے ہین پنڈت سیو کرام صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاوس بورڈرس کی نگرانی اچھے طور پر کرتے ہین اور ڈاکٹر رام لال سنگہ بھی اونکی صحت و تندرستی کا خوب خیال رکھتے ہین - ۱۸ نومبر ۱۸۸۶ء

بغرض اطلاع عام

کچھہ عرصہ سے دغابازونکی ایک جماعت ضلاع سہارنپور مظفر نگر وکانپور مین گشت لگا رہی ہی اور بنگل کے نئے سکے (یعنی اکنی) اور تانبہ کے پیسون کے بارہ مین بے بنیاد خبرین پھیلا رہے ہین پہلی افواہ یہ ہی کہ بنگل کے جدید سکہ (یعنی اکنی) کو گورنمنٹ واپس لے رہی ہی - دوسری یہ ہی کہ جن تانبہ کے پیسون پر ملک معظم کی تصویر ہی اونمین کچھہ آمیزش سونیکی بھی ہی ان دونون خبرونکے پھیلانیکا مقصد یہ ہی کہ ان سکونکی قیمت مین فرضی اضافہ ہوجاوے اس جماعت میں سے چند لوگ ان سکونکو زیادہ قیمت پر خرید کر اونکو لیجاتے اور جمع کرتے ہین اور اسی طرح بدنیون اور دوسرے لوگونکو ان سکونکی خریداری پر مائل کر دیتے ہیں اور اسی جماعت کے دوسرے آدمی اس مصنوعی مانگ سے فائدہ اوٹھا کر اور بنگل کی اکنیان اور جارج کے بنے ہوئے پیسہ زیادہ قیمت پر بیچتے ہین - دستخط اسسٹنٹ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس محکمہ تفتیش جرایم ممالک متحدہ آگرہ و اودہ الہ آباد بخط انگریزی -